عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۱۱ تا ۱۷ / ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ / مارچ ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۱۱

نفاق
ایک مہلک بیماری

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ سیاست

اولاد کے حقوق

قادیانی اعتراضات کے جوابات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

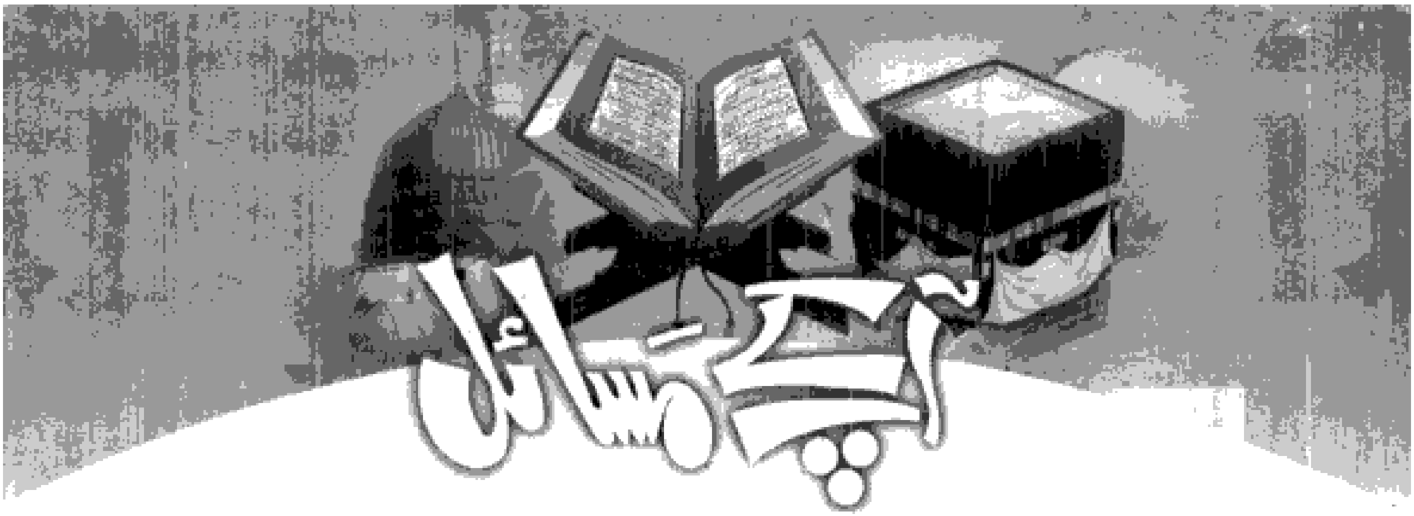

مولانا سعید احمد جلال پوری

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام

ایس ایم حسن، کراچی

س:...... بعض موذن اذان سے پہلے لمبے لمبے درود وسلام وغیرہ پڑھتے ہیں، کیا یہ عمل صحیح ہے؟ یہ طریقہ کار تو مجھے کسی بھی نماز کی کتاب اور تعلیم الاسلام میں نظر نہیں آتا، براہ کرم وضاحت فرمادیں کہ آیا یہ عمل شریعت میں اضافہ کے زمرے میں نہیں آتا ہے؟

ج:...... اذان سے پہلے اور بعد پڑھا جانے والا مروجہ صلوٰۃ وسلام بدعت ہے۔ اس کا قرآن و سنت اور دین وشریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

س:...... اہل تشیع کا جو درود ہے، کیا حنفی مسلک کے لوگ اسے پڑھ سکتے ہیں؟ کیا کسی شیعہ امام کی اقتدا میں شیعہ دوست کی نماز جنازہ پڑھنے سے تجدید ایمان ضروری ہوجاتا ہے؟

ج:...... اکابر علمائے امت اور خود شیعہ عقائد کی روشنی میں، اہل تشیع کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، ان کی ہر چیز جدا ہے، لہٰذا ان کی اقتدا میں پڑھی گئی نماز نہیں ہوگی۔ ان کا درود اگر کفریہ یا شرکیہ اجزا پر مشتمل نہیں تو پڑھ سکتے ہیں، مگر ان کا درود، درود ہی کیوں کہلائے گا جس میں اہل سنت اور امت مسلمہ کی مخالفت نہ ہو۔

س:...... بلوغت کے بعد سے جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں، انہیں کس طرح ادا کیا جاسکتا ہے یا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادیں گے؟

ج:...... اندازہ کرلیا جائے کہ اتنی عمر کا بالغ ہوا تھا اور اتنے سال نماز نہیں پڑھی تو اتنے سال کی نمازیں مجھ پر واجب الادا ہیں، روزانہ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کرلی جائے اور جتنا سال کی نمازیں قضا ہیں اتنا سال تک اندازہ لگا کر نمازیں قضا کی جائیں، انشاء اللہ نجات ہوجائے گی۔

داڑھی رکھنے والے کو مولانا یا مولوی کہنا

عمران احمد قریشی، کراچی

س:...... آج کے دور میں اکثر مسلمان داڑھی تو رکھ لیتے ہیں مگر ان کا دین سے دور تک کا تعلق نہیں ہوتا اور ہمارے مسلمان بھائی سمیت اکثر لوگ انہیں مولانا صاحب یا مولوی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں، اس طرح کچھ عاقبت نااندیش بھی ہوتے ہیں جو حلیہ مسلمانوں کی طرح بنالیتے ہیں اور وہ نام کے مسلمان ہی ہوتے ہیں لوگ انہیں بھی مولوی یا مولانا صاحب پکارتے ہیں، جبکہ ایسے افراد انتہاپسندی کے کاموں میں حصہ لے کر مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

ج:...... مولانا یا مولوی صاحب کا لفظ لغت کے اعتبار سے تو دوست، حبیب اور سردار کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن اصطلاح میں یہ لفظ کسی باقاعدہ عالم وفاضل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، بہرحال یہ عزت وتوقیر کا لفظ ہے تو اسی انسان پر بولا جائے جو علم وعمل یا شکل وشباہت کے اعتبار سے اس کا اہل ہو۔

وراثت میں بیوہ کا حق

فوزیہ علی، کراچی

س:...... میرے سسرال والوں نے میرے بیٹے کا اور میرا حق جو کہ شوہر کے مرنے کے بعد بنتا ہے، اگر نہیں دیا تو کیا میں قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہوں؟ یا میں ان کا انتظار کروں کہ وہ مجھے خود دے دیں، میں بیوہ عورت ہوں، مالی طور پر بھی پریشان ہوں مگر ماہانہ بھی نہیں باندھتے۔ بتائیں میں کیا کروں؟ مجھے ان سوالوں کا صحیح جواب دیں اور جلد سے جلد جواب دیں، شکریہ۔

ج:...... آپ اپنا جائز حق لینے کے لئے قانون کا سہارا لے سکتی ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ صلح صفائی سے یہ سب کچھ ہوجائے تو ہر دو کے لئے بہتر ہوگا آپ کے سسرال والوں کو اس ظلم سے باز آجانا چاہئے ورنہ ان کو بھی ایک دن قبر میں جانا اور حساب دینا ہے۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

ملتان

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۰ — ۱۱تا۱۷ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶تا۲۲مارچ ۲۰۱۱ء — شمارہ:۱۱

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور راتا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل، عرفان خان

اس شمارے میں!

شہدائے ختم نبوت اور ہماری بے حسی!	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ سیاست	۷	محمد خالد ندوی
اطاعت نہیں تو دعویٰ محبت بے کار ہے	۹	مولانا محمد ازہر مدظلہ
مقام رسالت اور ختم نبوت کا دفاع	۱۱	قاری محمد حنیف جالندھری
نفاق.... ایک مہلک بیماری	۱۵	امام ابن قیم الجوزیؒ
اولاد کے حقوق	۱۸	خالد فیصل ندوی
قادیانی اعتراضات کے جوابات	۲۱	مولانا نذیر احمد تونسویؒ
قادیانی دجل وفریب (۲)	۲۵	مولانا مجاہد مختار

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیزالرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اہلِ جنت کی شان

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی شکل وصورت چودھویں کے چاند جیسی (نورانی) ہوگی، نہ ان کو تھوکنے کی ضرورت ہوگی، نہ ناک صاف کرنے کی، اور نہ بول و براز کی، جنت میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے، اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی، اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عود (اگر) کا ہوگا، اور ان کا پسینہ کستوری ہوگا، ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی، جن کی پنڈلیوں کا گودا، حسن وجمال کی وجہ سے گوشت کے ورے سے نظر آئے گا، ان کے درمیان نہ کوئی اختلاف ہوگا، نہ باہمی رنجش، ان سب کے قلوب ایک آدمی کے دل پر ہوں گے، وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول رہیں گے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۶)

اہلِ جنت کے ناز ونعمت اور ان کی خوش بختی و سعادت کے سلسلے میں قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں جو کچھ ارشاد فرمایا گیا وہ ہماری ذہنی سطح کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے، ورنہ وہاں کی نعمتیں اہلِ دُنیا کی عقول سے بالاتر ہیں، یہاں رہتے ہوئے ہم ان کا تصور بھی نہیں کرسکتے، چنانچہ حدیثِ قدسی میں حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

"میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ سامان تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا کبھی خیال ہی گزرا۔"

اس لئے جنت کی نعمتوں کو اہلِ دُنیا کے ذہنوں کے قریب کرنے کے لئے ہماری زبان و محاورات کو استعمال کیا گیا ہے، چنانچہ کسی چہرے کی خوبصورتی و نورانیت کے کمال کو ظاہر کرنے کے لئے ہم لوگ اسے "چاند" سے تشبیہ دینے کے عادی ہیں، کسی کی خوبصورتی کے اظہار کے لئے ہمارے پاس اس سے بہتر تشبیہ نہیں، ورنہ اہلِ جنت کی شان تو یہ ہے کہ اہلِ جنت میں سے ادنیٰ شخص اگر اپنے کپڑے کا ایک حصہ دُنیا میں ظاہر کردے تو سورج چاند کی روشنی ماند پڑ جائے، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ خود ان حضرات کے حسن وجمال اور ان کی نورانیت کا کیا عالم ہوگا...؟

اہلِ جنت کی غذا ئیں ایسی لطیف اور وہاں کی فضا اور آب و ہوا ایسی نفیس ہوگی کہ اہلِ جنت کے پاکیزہ بدنوں میں مواد فاضلہ (فضلات) پیدا ہی نہ ہوں گے کہ ان کے اخراج کی حاجت ہو، اس لئے نہ انہیں تھوکنے کی ضرورت ہوگی، نہ ناک کی ریزش صاف کرنے کی، نہ بول و براز کے عوارض ان کو لاحق ہوں گے، نہ ریح صادر ہوگی، گویا اس پہلو سے انہیں کامل طور پر تشبہ بالملائکہ حاصل ہوگا۔ ان کے قلوب حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت سے لبریز، ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے ہمہ دَم تر، ان کی آنکھیں دیدارِ الٰہی سے تاب ناک، ان کی صحبتیں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور صدیقین و شہداء و صالحین کی برکت سے نورانی ہوں گی، اس لئے وہ سراپا نور ہوں گے۔ ادھر جنت کی غذائیں "او خورد گردد ہمہ نورِ خدا" کا حقیقی مصداق ہوں گی، اس لئے ان کی خوراک کا ہضم بھی خوشبودار ڈکار اور رشکِ عنبر پسینے کے ذریعے ہوگا، اور ان کی باطنی نورانیت و روحانیت مشک و کستوری کی صورت میں متمثل ہوگی۔

وہاں میل کچیل، بدبو اور تعفن نہیں ہوگا، اس کے باوجود وہ نشاط کے لئے سونے اور چاندی کی کنگھیاں بھی استعمال کریں گے اور خوشبو میں اضافے کے لئے عود کی دھونی بھی لیں گے، اگر کسی کو خیال ہو کہ جنت میں تو آگ نہیں ہوگی، اہلِ جنت عود کی انگیٹھیاں کس چیز سے سلگائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے اہلِ جنت کی کرامت کے لئے وہ بغیر آگ کے کسی مناسب مادّے سے سلگائی جائیں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہاں آگ تو ہو لیکن اس آگ میں تپش اور گرمی نہ ہو، جس طرح کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے نار کو گلزار کردیا تھا، اسی طرح اہلِ جنت کے لئے بھی نار کو گلزار بنادیا جائے تو کیا تعجب ہے...!

اور اہلِ جنت کے قلوب ہر قسم کے غل وغش اور حسد و کینہ سے پاک ہوں گے، ان میں نہ خواہشات کا اختلاف ہوگا، نہ باہم منافرت ہوگی، بلکہ تمام اہلِ جنت "یک جان و دو قالب" ہوں گے، ان سب کی محبت کا مرکز حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات عالی ہوگی اور محبتِ الٰہی کی بنا پر تمام اہلِ جنت کو لباسِ محبوبیت عطا کیا جائے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہوں گے اور محبوب بھی: "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ"، اس لئے وہ آپس میں بھی ایک دُوسرے کے محب ومحبوب ہوں گے۔

اور اس حدیث میں جو فرمایا کہ: "وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہیں گے" اس میں صبح وشام سے مراد علی الدوام ہے، چنانچہ دُوسری حدیث میں ارشاد ہے: "یلھمون التسبیح کما یلھمون النفس" یعنی جس طرح سانس جاری ہوتا ہے، اسی طرح ان کی مبارک زبانوں پر تسبیح جاری رہے گی، ہر جنتی ہمہ دم "پاسِ انفاس" میں مشغول رہے گا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ صبح وشام کے اوقات مزید توجہ الی اللہ اور تسبیح وتہلیل کے اوقات ہوں، واللہ أعلم بأسرارہ!

ہماری دُنیا میں صبح وشام کے اوقات آفتاب کے طلوع وغروب سے وابستہ ہیں، جنت میں سورج نہیں ہوگا تو ظاہر ہے کہ دُنیا کے صبح وشام وہاں نہیں ہوں گے، لیکن اوقات کی تقدیر وتعیین کا کوئی نظام وہاں بھی ہوگا، اس نظام کے مطابق وہاں صبح وشام بھی ہوں گے، اور ہفتے، مہینے اور سال بھی۔ بہرحال جنت کی چیزوں کے اور دُنیا کی چیزوں کے درمیان صرف نام کا اشتراک ہے ورنہ وہاں کے حقائق کے ساتھ دُنیا کی چیزوں کو کوئی مناسبت نہیں۔

"حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جنت کی چیزوں میں سے اتنی مقدار، جس کو ناخن اُٹھا سکتا ہے، اگر دُنیا میں ظاہر ہوجائے تو آسمان وزمین کے کناروں کے درمیان کی تمام چیزیں آراستہ و مزین ہوجائیں، اور اگر اہلِ جنت میں سے کوئی شخص دُنیا میں جھانک کر دیکھ لے، پس اس کے کنگن ظاہر ہوجائیں تو ان کی چمک سے سورج کی روشنی جاتی رہے، جیسا کہ دُھوپ ستاروں کی روشنی کو مٹا دیتی ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۶)

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

شہدائے ختم نبوت اور ہماری بے حسی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

گزشتہ سال ۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۲۰۱۰ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ترجمان ماہنامہ بینات کے مدیر، مدرسہ امام ابویوسف شادمان ٹاؤن کے مہتمم، ہزاروں عقیدت مندوں کے شیخ و مربی، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید، حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ اجل اور جانشین حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اصلاحی بیان و مجلس ذکر سے فراغت کے بعد مسجد خاتم النبیین پوسٹ آفس سوسائٹی سے آتے ہوئے، آپ کے صاحبزادے حافظ محمد حذیفہ جلال پوری، وفادار خادم مولانا فخر الزمان، آپ کے مسترشد الحاج عبدالرحمن سری لنکن سمیت شہید کردیئے گئے۔

اس سانحہ پر، کراچی، سندھ اور پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا، دینی برادری اور پوری ملت اسلامیہ میں اضطراب کی شدید لہر دوڑ گئی۔ حضرت شہیدؒ کی ساری زندگی تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و بیان، مسجد و مدرسہ اور خدمت خلق میں گزری، اپنا ہو یا پرایا، جان پہچان والا ہو یا انجان جو بھی دین کے کسی شعبہ سے وابستہ ہوتا وہ حضرت کی داد و دہش اور مدد و تعاون سے محروم نہ جاتا۔

دینی طبقہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ حضرت شہیدؒ احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، جب بھی اور جہاں بھی کوئی فتنہ اور فتنہ پرور سر اٹھاتا، آپ دلائل و براہین کی تلوار سے بروقت اس فتنہ کی سرکوبی فرماتے۔ ماہنامہ بینات کراچی او ہفت روزہ ختم نبوت کے اداریئے ان فتنوں کی سرکوبی پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت شہیدؒ نے ماہنامہ بینات کراچی اور ہفت روزہ ختم نبوت میں ایک حدیث کے حوالہ سے انسان نما شیطان کے اضلال و گمراہی کی نشاندہی کی اور ضمناً ٹی وی پر نمودار ہونے والے نامور تجزیہ نگار ''زید حامد'' کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کل کا زید زماں آج کا زید حامد ہے اور یہ بدنام زمانہ اور مدعی نبوت یوسف کذاب کا خلیفہ اول ہے، جو یوسف کذاب کے واصل جہنم ہونے کے بعد ایک عرصہ تک خاموش رہا، جب لوگ ملعون یوسف کذاب اور اس کے فتنہ کو قریب قریب بھول گئے تو اس نے زید حامد کے نام سے اپنے آپ کو منوانے اور متعارف کرانے کے لئے ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل سے معاملہ کرکے اپنی زبان و بیان کے جوہر دکھلانا شروع کردیئے۔ اس نے میڈیا پر اپنے آپ کو طالبان کا حامی، جہاد کا مناد، امریکا کا مخالف اور اسلامی اسکالر باور کرا کر اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز میں دینی ذہن رکھنے والے ہزاروں طلبا و طالبات کے علاوہ بڑے بڑے اداروں میں اپنا نام بنالیا۔

حضرت شہیدؒ کی اس تحریر پر کئی لوگوں نے آپ سے رابطہ کیا اور کہا کہ آپ نے یہ کیا لکھا ہے؟ یہ شخص تو اسلام کا، مسلمانوں کا، جہاد کا، مجاہدین کا اور طالبان کا ترجمان ہے، اس کی آواز دنیا بھر میں سنی جاتی ہے... وغیرہ وغیرہ، حضرت شہیدؒ نے جواب دیا:

''کسی آدمی کا اچھا مقرر ہونا، عمدہ تجزیہ نگار ہونا، وسیع معلومات سے متصف ہونا، کسی کی چرب زبانی اور طاقت لسانی اس کے ایمان دار ہونے کی علامت اور نشانی نہیں ہے، کیونکہ بہت سے باطل پرست ایسے گزرے ہیں جو ان کمالات سے متصف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ مسلمان نہیں تھے بلکہ وہ اپنے ان کمالات و اوصاف کو اپنے کفر، الحاد اور باطل نظریات کی اشاعت و تبلیغ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، صرف ایک صدی پیشتر متحدہ ہندوستان کے غلیظ فتنہ،

فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی زندگی کا جائزہ لیجئے تو اندازہ ہوگا کہ شروع شروع میں اس نے بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ، اسلام کا ترجمان اور آریوں اور عیسائیوں کے خلاف مناظر باور کرایا تھا، مگر یہ سب کچھ ایک خاص وقت اور ایک خاص مقصد کے لئے تھا... ٹھیک اسی طرح زید حامد بھی ایک خاص حکمت عملی کے تحت یہ سب کچھ کر رہا ہے، لہٰذا جس دن اس کو اندازہ ہوجائے گا کہ اس کا مقصد پورا ہوگیا ہے، یا مسلمانوں میں اس کا اعتماد، مقام اور تعارف ہوگیا ہے، یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنے پوشیدہ افکار و عقائد کا اظہار و اعلان کردے گا۔" (راہبر کے روپ میں راہزن، ص:۴۳،۴۲)

حضرت شہیدؒ نے زید حامد کا اصل نام، پتہ، شناختی کارڈ نمبر، اس کی تعلیم گاہوں کا نام، اسلامی جمعیت طلبہ میں شمولیت، افغانستان جانا، وہاں کے کمانڈروں سے اس کی ملاقات اور دوستی، مختلف زبانوں پر اس کا عبور اور یوسف کذاب سے ملنا، اس کا مرید ہونا اور کراچی میں یوسف کذاب کا تعارف کرانا، یوسف کذاب کی طرف سے اس کو صحابی قرار دینا، اس موقع پر اس کی تقریر، یوسف کذاب کے کیس میں اس کا عدالت میں پیش پیش ہونا، اس کیس کے مدعی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو اس کا دھمکانا، ان سب تفصیلات اور دلائل پر مشتمل "راہبر کے روپ میں راہزن" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا، جسے اسکول، کالجز، یونیورسٹیز اور ان سے متاثرہ لوگوں تک پہنچایا گیا، جس سے لوگوں کو اس کی گمراہی اور مقاصد کا علم ہوا، پہلے جہاں اس کا استقبال ہوتا تھا، اب وہاں اس پر سوالات کی بوچھاڑ ہونے لگی اور مطالبہ ہونے لگا کہ لیکچر سے پہلے آپ یوسف کذاب سے اپنے تعلق کی وضاحت کریں، آپ کا اس سے تعلق ہے یا نہیں؟ لاہور، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ جہاں جہاں یہ جاتا اس سے یہی سوالات ہوتے، جس سے یہ بوکھلا گیا، اس نے اپنی صفائی کے لئے تقریباً ایک گھنٹہ کا پروگرام کیا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر کی توہین و تنقیص کے علاوہ انہیں دھمکیاں دیں اور اپنی صفائی میں ڈاکٹر اسرار احمد اور جامعہ اشرفیہ لاہور کی بزرگ ہستی حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی جو اس وقت دونوں حیات تھے، اپنی تائید میں دونوں کے نام کے علاوہ اس نے اپنی صفائی میں جھوٹے دلائل کا ذکر کیا، اس نے صرف اس پر بس نہیں کی بلکہ اس کے حواریوں اور وظیفہ خوروں کی طرف سے حضرت شہیدؒ کو موبائل فون پر دھمکیوں کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا جو آخر دم تک رہا۔

آپ کی شہادت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شہادتوں اور ثبوتوں کے علاوہ وہ موبائل فون نمبر جس سے دھمکیاں ملیں، سب کچھ انتظامیہ کے حوالے کیا اور اس کے نام کی ایف آئی آر کٹوائی، لیکن ایک سال گزرنے کے باوجود آج تک اسے گرفتار نہیں کیا گیا، کیا کہا جائے کہ یہ سب کچھ کسی کے اشارہ پر ہورہا ہے یا کسی مخفی قوت کی اسے سرپرستی حاصل ہے؟ ہماری بے حسی دیکھئے کہ حضرت اور ان کے رفقاء کی شہادت کو ایک سال کا عرصہ بیت گیا ہے، لیکن تاحال قاتل گرفتار نہیں ہوسکے۔ حالانکہ عوام کی جان و مال کا تحفظ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اور جو حکومت اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتی اسے مسند اقتدار پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسے گرفتار کرکے حوالہ عدالت کیا جاتا اور اس سے کہا جاتا کہ عدالت کے سامنے اپنی صفائی پیش کرو، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ منظم سازش اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت میڈیا پر دوبارہ اسے فعال کیا جارہا ہے اور اس کو تجزیہ نگار کے نام سے پیش کیا جارہا ہے۔ ہم میڈیا والوں سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ ملزم اور ایف آئی آر میں نامزد ایک شخص کو اپنے چینل پر بلانے کا کیا جواز ہے؟ کیا میڈیا والوں کے لئے کوئی ضابطہ اخلاق نہیں؟ کیا میڈیا والوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ عوام جب تک سڑکوں پر نہ آئے اور تمہارے چینل اور اس کے ذمہ داران کے خلاف جلوس اور بائیکاٹ کا مطالبہ نہ کرے، اس وقت تک آپ ان کو میڈیا پر بلانے سے باز نہیں آئیں گے؟

ہم انتظامیہ اور حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ اور آپ کے رفقاء کے قاتلوں کو پکڑ کر عدالت اور انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرکے قانونی تقاضوں کو پورا کریں، ورنہ قیامت کے دن ان شہدا کا خون تمہاری گردن پر ہوگا اور بڑی عدالت میں تمہیں حساب دینا ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

پیغمبر اسلام ﷺ کی حکیمانہ سیاست

محمد خالد ندوی، غازی پوری

اسلام امن کا داعی اور محرک ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو جو سب سے بڑا تحفہ ملا وہ انسانیت کی قدر و قیمت کا حقیقی شعور ہے، آپ کے مثالی کردار نے باہمی زندگی کو نفرت، حسد، عداوت اور باہمی لڑائی جھگڑوں کے دلدل سے نکال کر محبت، الفت، رواداری، مروت، سیر چشمی اور بلند کرداری کی چوٹی پر پہنچا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پُر امن بقائے باہم کا موثر درس دیا، وہ قوم جس کی زندگی عناد سے عبارت تھی، جس کا طرۂ امتیاز کبر و نخوت و پندار کو ہر ممکن طریقے سے فروغ دینا تھا، دوسروں کی تذلیل و توہین جس کا قومی مزاج تھا، اس قوم کی زندگی کے متعلق نقطۂ نگاہ کو آپ نے حکمت و بصیرت کے ساتھ یکسر بدل دیا، لہٰذا ان کی اخلاقی زندگی میں انتقام کے بجائے عفو و کرم، غرور نفس کی جگہ عجز و انکساری، قتل و غارت کی جگہ امن و آشتی اور خدمت خلق زندگی کی بلند قدریں شمار ہونے لگیں اور ایک خدا کی بندگی اور آخرت میں جوابدہی کے گہرے شعور نے ان کی زندگی کو معنویت عطا کی اور وہ اپنے پندار کے صنم کدہ کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر روشنی کی طرف آ رہے ہیں، وہ جنگ اور باہم متحارب قبائل کی سطح سے بلند ہو کر ایک قوم و ملت اور جماعت بن گئے ہیں، وہ قوم باہمی رنجشوں کو دور کر کے محبت آشنا ہو گئی، ہمدردی، بہی خواہی ان کا شعار بن گیا، اس عظیم تبدیلی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پُر امن بقائے باہمی کی سوغات عام کرنے کے لئے جنگ جویانہ روش رکھنے والے قبائل سے معاہدے کئے تاکہ بقائے باہم کی معنویت اجاگر ہو سکے، بقائے امن کے متعلق آپ کی حکیمانہ سیاست کا اندازہ اس امر سے لگایئے کہ جب ۸ ہجری میں آپؐ مکہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو آپ کے سامنے وہ لوگ آئے جنہوں نے آپؐ اور آپؐ کے جاں نثار ساتھیوں کو برابر تیرہ سال تک ستایا تھا، لیکن جب وہ آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ: ''میں تم سے وہی سلوک کرنا والا ہوں، جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ: ''آج کے دن میری جانب سے تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے، اللہ تمہارا قصور معاف فرمائے وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔''

نجران یمن کی سبز پوش پہاڑیوں سے گھرا ہوا زرخیز علاقہ جہاں عیسائیوں کی غالب آبادی تھی، مدینہ منورہ میں ان کا وفد آیا، تو آپؐ نے ان کا استقبال کیا اور اسلام کو سمجھنے کا موقع دیا، نہ ان پر کوئی دباؤ ڈالا اور نہ ہی کوئی دھمکی دی بلکہ ان کی خواہش کے مطابق وہ معاہدہ کیا جس میں یہ دفعات شامل تھیں:

(۱) ہرگز ہرگز ان (عیسائیوں) کو رسوا نہیں کیا جائے گا۔

(۲) انہیں فوجی خدمات انجام دینے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(۳) ان پر صرف عدل و انصاف کی حکمرانی ہوگی۔

(۴) ان کے مال و دولت، ان کے مذہب، اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے گی۔

قرآن مجید کی تعلیمات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ جنگ و خونریزی سے بچنے کے لئے مسلمان دوسری قوموں سے امن کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان کو پُر امن بقائے باہم کا پہلا قانون اور موثر درس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مسلم اور غیر مسلم کے باہمی تعلقات بنیادی طور سے جنگ پر نہیں امن پر مبنی ہیں، جنگ صرف ایک عارضی صورت ہے، جسے صرف اس وقت روا رکھا گیا ہے جب مسلمان جارحیت کا شکار بن جائیں، یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نیز دوسرے فقہاء کے یہاں جنگ کا سبب کفر یا اسلام کا انکار نہیں بلکہ جارحیت ہے، دوسرے یہ کہ جنگ کا مقصد جارحیت اور فتنہ و فساد کو روکنا ہے، تیسرے یہ کہ مسلمان دوسری امن پسند قوموں کے ساتھ امن کے معاہدے کر سکتے ہیں، لیکن معاہدہ انصاف، اخوت اور اخلاقی اصولوں پر ہونا چاہئے، یہی وجہ ہے کہ یہ معاہدے کامیاب رہے اور عام لوگ خوف و ہراس کے بجائے امن و سکون کی فضا میں زندگی بسر کرنے لگے اضطرار اور

بدامنی کا دور جو تقریباً فتح مکہ تک جاری رہا، اپنے اختتام کو پہنچا، حجاز میں بدامنی کا عالم یہ تھا کہ آدمی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کرتے ہوئے ڈرتا تھا، خانہ کعبہ کے علاوہ ہر جگہ ڈاکوؤں اور لٹیروں کا خطرہ موجود تھا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''ہم نے ان کے لئے حرم کو دارالامن بنایا، اس کے باہر بدامنی کا یہ عالم ہے کہ حرم کے چاروں طرف سے آدمی اچک لئے جاتے تھے۔'' (العنکبوت)

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ اور دوررس سیاست (تدابیر امور) اور سعی پیہم سے پھر وہ وقت آیا کہ آپ کی پیشینگوئی پوری ہوئی، آپؐ نے فرمایا تھا:

''ایک وقت آئے گا جب صنعاء یمن سے ایک محمل نشین خاتون تنہا سفر کرے گی اور خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔''

چنانچہ ایسا زمانہ آیا، ان نبوی معاہدوں کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ ان میں اخلاقی روح کام کررہی تھی اور زندگی کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے نقطۂ نظر کو بدل دیا تھا، لیکن ان معاہدوں کے برعکس جب بھی تاریخ میں فاتح قوموں نے خوف خدا اور اخلاقی قدروں سے بے نیاز ہوکر مفتوح قوموں کو اپنے ظالمانہ معاہدوں کا پابند بنایا تو وہ ایک دوسری خوفناک جنگ کا موجب بنے۔

صلح حدیبیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب سے بڑے دشمن سے وہ تاریخی معاہدہ کیا جسے قرآن پاک نے فتح مبین قرار دیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبرانہ کردار کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے سویڈن کے معروف مستشرق ٹورانڈرے (Toor Andree) لکھتے ہیں:

''ضبط نفس جس کا مظاہرہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حدیبیہ میں کیا ایسے ہی ایک بلند نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے غیر ضروری امور پر ذاتی توہین کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور ہمت، یہ صفات بتاتی ہیں آپؐ بے مثال اور منفرد اہلیت کے حامل تھے، واقعہ یہ ہے کہ آپ کی سی ذہنی برتری رکھنے والا انسان زمام کار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے خواہ اسے کبھی لمحہ بھر کے لئے مجبوراً جھکنا ہی کیوں نہ پڑے۔''

مسلمانوں میں اخوت و بھائی چارگی کے رشتوں کو مستحکم کرنے اور بدامنی و خونریزی کو روکنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاہدے مرتب کئے وہ تاریخ کے ایسے انوکھے معاہدے ہیں، جن میں سیاست اور اخلاق دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں، ان سے امن و آشتی کے لئے کام کرنے والوں کو ہمیشہ نیا عزم و حوصلہ ملتا رہے گا۔ ☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وشبانِ ختم نبوت سرگودھا کی سرگرمیاں

سرگودھا .... (محمد فیصل ندیم مدنی) ربیع الاول کے مبارک مہینے میں ختم نبوت کے پیغام کو گلی و محلہ میں پہنچانے کے لئے تقریباً ساٹھ کے قریب پروگرام منعقد ہوئے۔ اس کے علاوہ مستورات کے لئے درس کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ یہ تمام پروگرام حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے سرپرست استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود مدظلہ کی زیر نگرانی انعقاد پذیر ہوئے۔ ان تمام پروگراموں میں امیر محترم حضرت مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا رضوان، مولانا عبدالرحیم، مولانا حیدر علی، مولانا ثناء اللہ ایوبی، قاری رحمت اللہ، مولانا مفتی جہانگیر اور بہت سے علمائے کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مساجد کے علاوہ گلیوں اور گھر گھر میں جاکر ختم نبوت کا پیغام پہنچا کر اکابرینؒ کی یاد کو تازہ کردیا۔ شبان ختم نبوت سٹی کے صدر جناب عاصم اشتیاق صاحب نے ختم نبوت کی یونٹ سازی کی مہم چلائی جس سے نوجوانوں نے آقا مدنیؐ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے حضرت بخاریؒ کے قافلے میں شریک ہوکر ثابت کردیا کہ مسلمان نوجوان کل بھی اپنے آقاؐ کی محبت سے سرشار غازی علم دینؒ کی صورت میں تھا اور آج بھی غازی عامر چیمہؒ کا کردار ادا کرنے کے لئے بے تاب ہے۔ عرصہ دراز سے رضا کاران ختم نبوت کا انگریزی مہینے کے پہلے جمعہ کا اجتماع کامیابی سے جاری وساری ہے۔ اس پروگرام میں نوجوان ہر دفعہ اپنے ساتھ نئے نوجوانوں کو لاکر محاذ ختم نبوت کو کامیاب بنانے میں سرگرم نظر آتے ہیں اور ہر اتوار صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک شبان ختم نبوت کے رضا کار گشت کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے مضافات میں بھی بہت احسن انداز میں ختم نبوت کے پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں اور کئی ایک یونٹوں میں ہفتہ وار اور کچھ ماہانہ پروگرام تسلسل کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ۲/مارچ ۲۰۱۱ء بروز بدھ کو عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مقامی علمائے کرام نے عقیدہ ختم نبوت پر خطابات کئے۔

اطاعت نہیں تو دعوئ محبت بیکار ہے

مولانا محمد ازہر مدظلہ

ربیع الاول کا مبارک مہینہ گزر رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا مبارک دن عوام میں مشہور ۱۲ ربیع الاول جبکہ صحیح قول کے مطابق ۹ ربیع الاول گزر چکا ہے۔ اس دن اپنی بے عملی پر پردہ ڈالنے کے لئے ہم محبت رسول کے جو جھوٹے مظاہرے کرتے ہیں، وہ بچشم خود ہر شخص دیکھ سکتا ہے، ہمارے شہر ملتان میں راقم الحروف نے اپنی گناہگار آنکھوں سے ''جشن میلاد'' کے ایسے بینر بھی دیکھے، جن میں پروگرام کی تفصیل یوں درج تھی:

''گھوڑا رقص...... بجے، جھومر پارٹی...... بجے، قوالی شریف...... بجے، نعت شریف...... بجے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی ولادت کی خوشی میں گھوڑے نچائے جائیں اور جھومر ڈالے جائیں اور باقاعدہ اشتہارات چھاپ کر مسلمانوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی جائے تو ایسے سانحات پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لینا کافی نہیں۔ اہل علم اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کے اس مبارک دن کو خرافات و ہذلیات سے پاک کرنے کے لئے عملی جدوجہد کریں۔ بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی مسلمانوں میں تفریق کا ذریعہ بنادیا ہے۔ (العیاذ باللہ) دعویٰ کیا جاتا ہے کہ فلاں گروہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے، فلاں جماعت کو کم محبت ہے۔ حالانکہ پوری امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کمالات و فضائل میں یکتا اور بے مثال ہیں۔ عرش، کرسی، کعبہ، مخلوقات ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہیں، کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تو کیا آپ کے برابر بھی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبے کے اعتبار سے صرف نبی الامۃ ہی نہیں، نبی الانبیاء ہیں، جس کی شہادت قرآن کریم کے تیسرے پارے میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد لیا کہ اگر آخری پیغمبر تمہارے عہد میں آئیں تو تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا، چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے آخر میں تشریف لانا مقدر تھا، اس لئے اگر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو نہ پاتا تو اس آیت کریمہ کا مصداق ظاہر نہ ہوتا۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمانوں پر اٹھالیا، قیامت کے قریب آپ دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ علمائے امت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول کی جو حکمتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پائیں اور آپ پر ایمان لائیں تاکہ آپ کا نبی الانبیاء ہونا ہر ایک کے مشاہدے میں آجائے۔

حدیث شریف میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پوری تفصیل موجود ہے کہ آپ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مینارہ پر اتریں گے۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اتریں گے، تازہ غسل کرکے تشریف لائیں گے، بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا، حضرت مہدی مصلی پر کھڑے ہوں گے، عصر کی نماز کا وقت ہوگا، اقامت کہی جاچکی ہوگی۔ ابھی نماز شروع نہیں ہوئی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت امام مہدی انہیں دیکھ کر آگے بڑھ کر کہیں گے: ''تقدم یا روح اللہ''... اے اللہ کے پیغمبر آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے... حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ: ''اگر آتے ہی پہلی نماز میں نے پڑھائی تو لوگ سمجھیں گے کہ میں نبی بن کر آیا ہوں، میں نبی بن کر نہیں آیا، بلکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بن کر آیا ہوں'' چنانچہ وہ نماز حضرت مہدی پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب اور کمالات بقول حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ: ''سمندر کے قطروں اور صحرا کے ذروں سے بڑھ کر ہیں، مخلوق ان کمالات کا احاطہ نہیں کرسکتی۔'' (فیض الباری)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر تین حق ہیں: حق عظمت، حق محبت، حق اطاعت۔''

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عظمت حاصل ہے کہ آپؐ جیسا نہ آپؐ سے پہلے کوئی آیا، نہ بعد میں آئے گا، اسی طرح مقامِ محبوبیت بھی آپ کی مانند کسی کو عطا نہیں ہوا، آپؐ کی عظمت اور محبت کا تقاضا ہے کہ امتی کی حیثیت سے آپ کی کامل اطاعت و فرماں برداری اختیار کی جائے، اس لئے کہ جس میں جتنے کمالات ہوں گے، اسی درجے میں وہ محبوب ہوگا اور جتنی اس سے محبت ہوگی اتنی ہی اس کی بات مانی جائے گی۔

اس لازم وملزوم کی روشنی میں ہم اپنے اعمال و عقائد کا جائزہ لیں کہ ہمیں محبت رسول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کس حد تک گامزن کیا ہے؟ اگر اعمال، اقوال، افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں تو محبت کا دعویٰ محض منافقت ہے، بلکہ اگر پیروی نہیں تو آپؐ کی عظمت کو بھی گویا نہیں مانا گیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا قابل صد شکر شرف ہے، بلکہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے مدینہ منورہ میں اپنے ایک وعظ میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی فضیلت جزئی عطا فرمائی ہے جو صحابہ کرامؓ کو بھی نہیں ملی۔ پھر مؤطا امام مالکؒ کی وہ روایت بیان فرمائی، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم تو میرے صحابی ہو (مقام صحابیت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا) میرے بھائی وہ ہیں، جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا، مگر مجھ پر ایمان لائیں گے اور مجھ سے محبت رکھیں گے (اوکما قال)'' سبحان اللہ کتنا بڑا شرف ہر امتی کو لسان نبوت سے عطا ہوا، اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو آپؐ سے محبت کا اور محبت کو آپ کی اطاعت کا ذریعہ بنائیں اور عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نصیب فرمائیں۔ آمین

پس نوشت! ۲۲ رفروری کو راقم نے امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ کے یوم شہادت پر جو سطور لکھیں، اس کے جواب میں جو تائیدی فون کالز اور پیغامات موصول ہوئے، وہ میرے لئے باعث حیرت ہیں۔ تقریباً ستر پیغامات موصول ہوئے، فون کالز کا کوئی شمار نہیں۔ میں اسے حضرت مولانا حق نوازؒ کی کرامت اور اپنے مشن سے ان کے اخلاص و محبت اور قربانی کی علامت سمجھتا ہوں کہ اب بھی ہزاروں لاکھوں نوجوانوں کے قلوب میں وہ شمع بدستور فروزاں ہے، جسے مولانا شہیدؒ نے جلایا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی محبت وعظمت کے عقیدہ کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ مولانا کی شہادت کے بعد ''دفاع صحابہؓ'' کا محاذ کمزور نہیں ہونا چاہئے، یہ ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو بھی سلامتی فکر عطا فرمائیں جو مقدس ہستیوں پر دشنام و تبرا ہی مقصد حیات بنائے ہوئے ہیں۔ ایک روز قبل بندہ نے ''مذہب'' کے نام پر برپا ہونے والی ایک مجلس کا اختتام ان الفاظ پر ہوتے ہوئے گوش ہوش سنا، آواز آئی: ''اہل بیت کے دشمنوں پر'' جواب دیا گیا: ''لعنت بے شمار'' پاکستان میں اہل بیت کا کوئی دشمن نہیں، پھر یہ علانیہ تبرا بازی اور دشنام طرازی کیا حکمرانوں کو اس طرف متوجہ نہیں کرتی کہ وہ شدت و انتہاپسندی کو ابتدا ہی میں روکیں تاکہ ردعمل سے فضا کشیدہ نہ ہو؟؟

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸ فروری ۲۰۱۱ء)

تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات

جدید ایڈیشن

جمع وترتیب: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

☆ اولیاء اللہ کے وجد آفرین واقعات جنہوں نے اپنی بصیرت وکشف کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنۂ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ و مامون رکھا۔ ☆ دلیر اور دلاور ماؤں کے تذکرے، جنہوں نے آمنہؓ کے لالؐ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی ممتا کے ہاتھوں ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کیا۔ ☆ آتش نوا اور جہاد پرور خطیبوں کی باتیں جنہوں نے دلوں کے سمندروں میں طغیانی بپا کردی۔ ☆ جیالے، جری اور کڑیل جوانوں کی روشن حکایات جنہوں نے خون دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں رکھا۔ ☆ پیران عظام اور علمائے حق کی ولولہ انگیز داستانیں جنہوں نے خانقاہیں چھوڑ کر اور شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی سنت کو زندہ و تابندہ رکھا۔ ☆ شیر دل اسیران تحریک ختم نبوت کے پرسوز اور رقت انگیز واقعات جنہوں نے وفائے محبوبؐ کے جرم میں پس دیوار زنداں سنت یوسفؑ ادا کی۔ ☆ مسیلمہ کذاب کی اولاد خبیثہ کی ٹھکائی۔ ☆ منافقوں کے چہروں سے نقاب کشائی۔ ☆ غداران ملت کی راز افشائی۔ ☆ مرزائی نوازوں کی تاریخ کے کٹہرے میں رونمائی۔ ☆ اور گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں کی شناخت پریڈ۔

علماء، طلباء اور مبلغین ختم نبوت کے لئے خصوصی رعایت صرف 100 روپے

ناشر: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی، کال: 0321-2115595

گزشتہ سے پیوستہ

ضبط وترتیب:.... مولانا محبوب احمد

مقامِ رسالت اور ختم نبوت کا دفاع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے سرپرست اعلیٰ مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب کے مدرسہ مفتاح العلوم میں ۱۸ر جون ۲۰۱۰ء کو ختم بخاری شریف کی تقریب سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا، جسے مولانا محبوب احمد نے قلم بند کیا۔ ماہنامہ الخیر سے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

ختم نبوت کا معنی ومفہوم:

میں صرف آپ کو مختصراً ختم نبوت کا مسئلہ سمجھا دینا چاہتا ہوں۔ ختم نبوت کا ایک مشہور ومعروف معنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا اور یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت مکمل ہوگئی یہ تکمیل نبوت ہے۔ اس کے لئے میں آپ کو صرف تین حوالے دیتا ہوں۔

پہلا حوالہ: جو میں نے خطبہ میں پڑھا عرفات کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ مائدہ کی آیت اتری: ''الیوم اکملت لکم دینکم ...الخ''... آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا... یہ تکمیل دین کا اعلان تورات، زبور، انجیل اور کسی نبی پر نازل ہونے والے کسی آسمانی صحیفے میں نہیں ہے۔ یہ اعلان صرف آپ پر نازل ہونے والے قرآن میں ہے اور یہی ختم نبوت کا مطلب ہے۔

قصرِ نبوت کی آخری اینٹ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

تکمیل نبوت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایک نہایت خوبصورت محل ہو اور اس میں سب سے اوپر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے اور جب میں آیا تو قصر نبوت میں میری نبوت کی اینٹ سب سے اونچی لگ گئی اور جب گھر مکمل ہوجائے تو پھر کسی اور اینٹ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اسی طرح نبوت بھی مکمل ہوگئی ہے اب کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔

تکمیل نبوت کی ایمان افروز دلیل، آسمان نبوت کے بدر کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

تیسرا حوالہ: تکمیل نبوت کا بڑا ایمان افروز حوالہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مدینہ کے اکثر لوگوں نے پہلے سے آپ کی زیارت نہیں کی ہوئی تھی تو جب مدینہ منورہ میں آپ کی سواری پہنچی تو مدینہ کے چھوٹے بچے اور بچیوں نے کہا: ''طلع البدر علینا من ثنیات الوداع'' آج مدینہ میں چودھویں کا چاند آگیا۔ یہ چھوٹے بچوں نے کہا میں بطور طالب علم بڑا حیران تھا کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں اور بچیوں کو کیا عقل اور ذہانت دی کہ انہوں نے آپ کو چاند سے تشبیہ دی، عربی زبان میں چاند کے لئے تین لفظ آتے ہیں: ہلال، قمر اور بدر، تو ان سب کا معنی چاند ہے، لیکن ان بچوں نے صرف ''طلع البدر علینا'' کیوں کہا؟ ہلال اور قمر کیوں نہیں کہا؟ غور کرنے سے جواب ملا کہ اگرچہ ان تینوں کا معنی چاند ہے لیکن ان تینوں میں فرق ہے، ''ہلال'' مہینہ کی پہلی تاریخ کے چاند کو کہتے ہیں اور پہلی کے بعد دوسری تیسری تاریخ سے لے کر تیرھویں تک کے چاند کو ''قمر'' کہتے ہیں اور چودھویں کے چاند کو ''بدر'' کہتے ہیں، ان چھوٹے بچوں کے ذہن میں ختم نبوت کا مسئلہ آگیا اور انہوں نے ہمیں سمجھادیا کہ جس طرح آسمان پر پہلی رات کا چاند آتا ہے اور نامکمل ہوتا ہے اس کی روشنی نامکمل ہوتی ہے آہستہ آہستہ روشنی بڑھتی ہے پھر وہ قمر بنتا ہے، اس کے بعد وہ بدر بنتا ہے، بدر پر روشنی کے سارے درجے مکمل ہوجاتے ہیں اور چودھویں رات میں چاند کی روشنی کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا، اسی طرح آسمان نبوت پر آدم علیہ السلام نبوت کا پہلی رات کا چاند بن کر آئے ہیں، ان سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آسمان نبوت پر نبوت کے قمر بن کر آئے، ان کی روشنیاں قیامت تک کے زمانے کے لئے نہیں تھیں، لیکن جب آمنہ کے لال حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم چمکے تو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے تو جس طرح چودھویں رات کے چاند کے بعد روشنی کا کوئی درجہ نہیں، اسی طرح آسمان نبوت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا کوئی درجہ باقی نہیں، نبوت مکمل ہوگئی اور قیامت تک نئی نبوت کی کوئی ضرورت نہیں، تو جب نبوت مکمل ہوگئی تو اب کسی اور کی کیا ضرورت ہے؟ یہ قیامت تک، ابدالآباد تک

کے لئے نبی بن کر آئے ہیں۔

غازی علم الدین کا عشق رسول:

اب میں اختصار کے ساتھ اپنی دوسری بات تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ ہمارا ایمان ہے، میں ایک ہی واقعہ نقل کرتا ہوں کہ ایک جلسہ میں، میں نے ثقہ حضرات سے سنا تھا کہ جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر سن کر غازی علم الدین شہیدؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو قتل کیا تو اس پر مقدمہ چلا، غازی علم الدین کے وکیل نے انہیں کہا کہ جب جج تم سے پوچھے کہ تم نے اس گستاخ کو قتل کیا ہے؟ تو تم کہنا کہ میں نے جب قتل کیا تو جذبات سے اتنا مغلوب تھا کہ مجھے کچھ پتا ہی نہیں تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں، اگر اس طرح کہو گے تو امید ہے کہ پھانسی سے بچ جاؤ گے، عمر قید ہوجائے گی۔ غازی علم الدین نے کہا کہ وکیل صاحب! میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کو پاگل نہیں بلکہ عاشق بن کر قتل کیا ہے، ہوش وحواس کے ہوتے ہوئے مارا ہے، مجھے تختہ دار سے مت ڈراؤ، ادھر پھانسی پر چڑھوں گا ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوجائے گی۔

امت محمدیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کی خصوصی تاکید ربانی:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اعزاز بخشا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ نے کسی نبی کی امت سے براہ راست خطاب نہیں کیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں، وہی ایمان والوں سے بھی کیں اور ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ اسی مرتبہ کی ہیں اور سب سے پہلی بات اللہ نے جو ہم سے کی ہے وہ یہ ہے، فرمایا:

”یاایھا الذین آمنوا لا تقولوا
راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا۔“

یہ سب سے پہلا خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے کیا ہے، وہ آپ کی عزت اور غیرت کا ہے کہ جب یہودی آپ کو بلاتے تو ”راعنا“ کہتے، اس کا معنی نعوذ باللہ ہمارے چرواہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ”راعنا“ کہتے، کہ آپ ہم پر مہربانی کیجئے، مگر شبہ پڑتا تھا کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں جو یہودی کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا لفظ بھی نہ بولو جس سے میرے پیغمبر کی شان میں کوئی بُرا پہلو نکلتا ہو تم ”راعنا“ نہ کہو بلکہ ”انظرنا“ کہا کرو کہ نظر کرم تو فرمائیے، یہ پہلا خطاب آپ کی عزت ناموس پر کیا گیا۔

اقلیتوں کے حقوق اور قادیانیوں کا مسئلہ:

آج محترم وزیر مملکت برائے امور داخلہ جناب تسنیم قریشی ایم این اے سرگودھا اپنے خطاب کے بعد تشریف لے گئے کہ آپ حضرات ان تک میری گزارشات پہنچا دینا، انہوں نے اپنے خطاب میں قادیانیوں سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی تاکید کرتا ہے، میں کہتا ہوں اسلام بلاشبہ تحفظ کی تاکید کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان ملکوں میں جو غیر مسلم رہتا ہوگا تو اس کی عزت اور مال و جان کو وہی تحفظ حاصل ہوگا جو مسلمان کو ہوگا ہمارا اس پر ایمان اور یقین ہے، لیکن کیا قادیانی اپنے آپ کو اقلیت مانتے ہیں؟ کیا قادیانیوں نے پاکستان کی پارلیمنٹ اور اسمبلی کے متفقہ فیصلے کو تسلیم کیا ہے؟ وہ اپنے آپ کو کافر، غیر مسلم اقلیت مانتے ہیں؟ وہ عالمی عدالت ساؤتھ افریقہ کی عدالت کیپ ٹاؤن کی عدالت کے فیصلے کو مانتے ہیں؟ بالکل نہیں مانتے، وزیر مملکت صاحب ان کو اقلیت منوالیں ہم ان کو حقوق دینے کے لئے تیار ہیں۔ قادیانی باضابطہ طور پر یہ اعلان کریں کہ آج کے بعد ہم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہیں گے، ہم اپنے آپ کے لئے اسلام کا لفظ استعمال نہیں کریں گے، ہم کافر غیر مسلم اقلیت ہیں آپ ان سے یہ کام کروالیں، پاکستان کے علماء بلکہ دنیا بھر کے علماء ان کو اقلیتوں کے حقوق دینے کے لئے تیار ہیں، مرزائی قوم کا معاملہ عام کفار جیسا نہیں ہے، یاد رکھیں کہ ”مرزائی“ ہندو سکھ اور یہودی کی طرح کافر نہیں، کیونکہ ہندو، سکھ اور عیسائی وغیرہ اپنے آپ کے لئے اسلام کا لفظ استعمال نہیں کرتے مگر قادیانی کافر ہو کر بھی اپنے آپ کے لئے اسلام اور مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں، لہٰذا باقی صرف کافر ہیں اور یہ کافر ہونے کے ساتھ ساتھ زندیق اور ملحد ہیں، جو شخص پہلے مسلمان تھا پھر نعوذ باللہ گمراہی اختیار کی اور قادیانی ہوگیا وہ مرتد ہوگیا وہ اقلیت اور عام کافر نہیں ہے، بلکہ مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”من بدل دینہ فاقتلوہ“ کہ جس نے دین بدلا اس کو قتل کردو... ان کی اولاد اور پیدائشی قادیانی زندیق اور ملحد ہیں، ان کی سزا بھی قتل ہے اور آج میں اس ذمہ دار اسٹیج سے مطالبہ کرتا ہوں، پاکستان کی حکومت، پارلیمنٹ کے ممبران اپنا یہ فرض بھی ادا کریں کہ وہ مرتد کی شرعی سزا کی نفاذ کا قانون بھی پاس کرائیں اور میں وزیر مملکت صاحب کو کہوں گا کہ جس طرح آپ کی پارٹی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے لیڈر ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت جمہوری آئینی طریقے سے قرار دیا گیا ہے، اسی طرح آج آپ کی پارٹی یہ اعزاز بھی حاصل کرے کہ وہ مرتد کی شرعی سزا کے نفاذ کا بھی اعلان کرے۔ پوری پاکستانی مسلم قوم آپ کے ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کو بھی سراہتی ہے اور آپ کے اس فیصلہ کو بھی آئندہ نسلیں سراہتی رہیں گی۔ آج بہت سے نام نہاد دانشور بکاؤ قلم کار اس فیصلہ کو بھی مشکوک اور متنازع بنا کر پیش کر رہے ہیں، میں ان کو

منتبہ کرنا چاہتا ہوں خواہ وہ کسی چھوٹے یا بڑے اخبار سے تعلق رکھتے ہوں کہ وہ ہمارے ایمانی جذبات سے مت کھیلیں۔ اگر کوئی اس فیصلے کو مشکوک بنائے گا تو ہم اس کو قادیانیوں کا ایجنٹ سمجھیں گے اور یاد رکھیں کوئی حکومت اس فیصلے کو بدلنے کی جرأت نہیں کرسکتی۔

سابق صدر پاکستان کی وضاحت:

الحمدللہ! مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ پرویز مشرف کے ابتدائی دور میں اسلام آباد کے اندر ۱۲ ربیع الاول کو سرکاری سطح پر قومی سیرت کانفرنس میں پرویز مشرف کے خطاب کے فوراً بعد جب کہ وہ ابھی اسٹیج سے اترا بھی نہیں تھا، میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب صدر! آپ کو آج دو باتوں کی وضاحت کرنا ہوگی:

(۱) کیا آپ قادیانی ہیں، آپ کے بارے میں شہرت یہی ہے کہ آپ قادیانی ہیں تو کیا آپ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں؟

(۲) آپ نے سپریم کورٹ کی اجازت دیتے کہا ہے کہ میں آئین میں ترمیم کروں گا، کیا آپ کا ارادہ اس ترمیم سے اس قانون کو ختم کرنے یا اسے کمزور کرنے کا تو نہیں ہے، جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا؟

اس نے جواب دیتے ہوئے کہا (دل کا حال اللہ جانتا ہے) مولانا! میں اللہ کے فضل سے ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں، دوسری بات کے حوالے سے کہا کہ میں تو کیا کوئی یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ پاکستان کے قانون سے قادیانیوں کو کافر قرار دینے والی شق نکال دے، آپ اس حوالے سے مطمئن رہیں۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں اگر قادیانی خود کو اقلیت مان لیں تو ان کو ہم حقوق دلوادیں گے، قادیانی دراصل مرتد اور زندیق ہیں ارتداد کی شرعی سزا قتل ہے یہ اس قانون کا آئینی اور منطقی تقاضا ہے، لہٰذا میں وزیر مملکت جناب تسنیم قریشی اور تمام ممبران پارلیمنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پاکستان کی اسمبلی سے ارتداد کی شرعی سزا کا قانون پاس کروائیں۔

تحفظ ناموس رسالت قانون کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا اور اس کا جواب:

دوسری بات تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ آج کی دنیا کا یہ پروپیگنڈا ہے کہ اس قانون کی وجہ سے پاکستان کی اقلیتیں غیر محفوظ ہوگئی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی گستاخی کی سزا قتل ہے۔ قرآن وسنت کے دلائل موجود ہیں، سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا، اگر ابوبکر صدیقؓ نے ختم نبوت کا پرچار کیا تھا تو منکرین ختم نبوت کا سر بھی قلم کیا تھا۔ یہ دونوں چیزیں تاریخ میں ہمیشہ ساتھ ساتھ چلی ہیں، یہاں بھی یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہونی چاہئیں، مگر اکٹھی نہیں ہوئیں، یہ حکومت کا کام ہے، ہم قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہتے، کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے اقلیتیں غیر محفوظ ہوگئی ہیں کہ ذاتی جھگڑا ہوتا ہے اور عیسائی پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور جذباتی لوگ اس کو قتل کردیتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ آج تک اس قانون کے خلاف کسی پاکستانی، ہندو، سکھ وغیرہ نے آواز نہیں اٹھائی اس کے خلاف اگر آواز اٹھائی ہے تو قادیانیوں اور عیسائیوں نے آواز اٹھائی ہے اور عیسائیوں کو بھی قادیانیوں نے استعمال کیا ہے، کیونکہ قادیانی بطور عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ میں حکمرانوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ اس بنیاد پر اس قانون کو ختم کرنا چاہتے ہیں کہ اقلیتیں غیر محفوظ ہوگئی ہیں تو یہ بات غلط ہے اس لئے کہ اقلیت صرف عیسائی نہیں بلکہ ہندو، سکھ بھی ہیں جبکہ ان کو خطرہ نہیں ہے تو پھر عیسائیوں کو کیوں خطرہ ہے؟ یہ ایک پروپیگنڈا ہے پھر یہ قانون انگریز کے دور میں بھی موجود تھا صرف سزا میں اضافہ ہوا۔ اور تیسری بات یہ پوچھتا ہوں کہ کیا دنیا کا کوئی مذہب کوئی معاشرہ کسی کی توہین کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ اگر برطانیہ اپنی تمام تر جمہوری آزادی کے باوجود ہائیڈ پارک لندن میں اپنی ملکہ کی توہین کی اجازت نہیں دے سکتا تو مسلمان اپنے پیغمبر کی توہین کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ جبکہ اس کی نسبت ہی کوئی نہیں۔ اس قانون کو ختم یا غیر موثر کرنا گویا پاکستان میں توہین رسالت کا دروازہ کھولنا ہے، اس قانون کو ختم کرنے کی باتیں کرنا گویا پاکستان میں لاقانونیت کو فروغ دینا ہے، کیوں؟ اگر گورنمنٹ اس قانون کو ختم بھی کردے تو کوئی مسلمان یہ برداشت نہیں کرے گا کہ گستاخ رسول زندہ رہے، آپ اس کے لئے لاقانونیت کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں کہ لوگ خود فیصلے کرنے لگ جائیں اور کہا جاتا ہے کہ اس قانون کا غلط استعمال ہوتا ہے، ذاتی دشمنی ہوتی ہے اور الزام لگایا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے لہٰذا قانون ہی ختم کردیا جائے۔

سرگودھا کے باشعور مسلمانو! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا قانون کے غلط استعمال سے قانون غلط ہوجاتا ہے؟ قانون کا غلط ہونا اور بات ہے اور قانون کا غلط استعمال اور بات ہے، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں ۳۰۲ جس کی سزا قتل ہے تو ۳۰۲ کا قانون غلط استعمال ہوتا ہے یا نہیں؟ قتل کسی نے کیا پرچہ کسی کے خلاف ہوتا ہے؟ تھانے میں دیکھا جائے تو ۳۰۲ کا روزانہ غلط استعمال ہوتا ہے، اگر اس کو اکٹھا کریں تو دفتروں کے دفتر بھی بھر جائیں تو لاکھوں لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں، اس کے مقابلے میں توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال تو برائے نام ہوگا، کیا پھر ۳۰۲ کے قانون کو ختم کردیا جائے؟ اس کے بارے میں کسی

نے آواز اٹھائی ہے؟ اس لئے اس قانون کو ختم کرنے کی باتیں مت کرو۔ میں نے سارے لیڈروں سے بات کی ہے، ان سے کہا ہے آؤ بیٹھو! ہمارے ساتھ بات کرو، تم بتاؤ کیا تم ہمارے پیغمبرؐ کے توہین کرنے کو اپنا عقیدہ سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم توہین بالکل نہیں کرنا چاہتے۔ میں نے کہ: اس کے خلاف آواز کیوں اٹھاتے ہو؟ کہ: اس کا غلط استعمال ہے، میں نے کہا: پہلے یہ مانو، قانون صحیح ہے پھر ہم آپ کے ساتھ مل کر مشورہ کرتے ہیں کہ اس کا غلط استعمال کیسے روکا جائے۔ میں ان کے نام بتا سکتا ہوں جن مسیحی رہنماؤں نے میرے ساتھ اور کئی دیگر علماء کے ساتھ یہ بات طے کی ہے کہ ہم واقعتاً مانتے ہیں کہ قانون صحیح ہے، قانون رہنا چاہئے۔ ہم اس قانون کے قطعاً خلاف نہیں پھر حکومت پنجاب کی ذمہ دار شخصیت اور بعض تنظیموں کے سربراہ اس قانون کے حوالے سے متنازع بیان بازی کیوں کر رہے ہیں؟ یہ بھول ہے کہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو ختم کر دیا جائے گا، ختم کرنے والے ختم ہو جائیں گے، اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ قانون صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر نہیں ہے بلکہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کا بھی قانون ہے۔

ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ ہمارا ایمان ہے:

آخری بات کہتا ہوں کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے اس کی تحقیق اور تفصیل معلوم کرنی ہے کہ کراچی، حیدرآباد میں قادیانیوں اور مرزائیوں کے خلاف بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر کوئی ایسا کرے تو گریبان پکڑ دیا کھڑے ہو جاؤ اور سنا ہے کہ حیدرآباد میں کوئی ایسا واقعہ پیش بھی آیا ہے، میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت خواجہ خان محمدؒ کے صاحبزادے برادر مکرم حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ سے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب سے اور پوری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے، آپ سب کی طرف سے درخواست کرتا ہوں، آپ اس کی تحقیق کروائیں کہ کیا ختم نبوت کے حوالہ سے کراچی، حیدرآباد اور دیگر علاقوں کے علماء پر کوئی دباؤ ڈال رہا ہے اور ان کو اس مسئلہ پر گفتگو سے روکا گیا ہے؟ اگر ایسی صورت حال ہو تو اس مسئلہ کی خاطر اگلی کانفرنس کراچی میں کی جائے، انشاء اللہ کوئی طاقت مولوی اور مسلمانوں کو ختم نبوت پر بات کرنے سے نہیں روک سکتی، انشاء اللہ آخری سانس تک بھی اس مسئلے سے وابستہ رہیں گے اور اس کو بیان کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ!

☆☆ .... ☆☆

ناموس رسالت ریلی لاہور میں گردونواح کے شہروں اور قصبات کے عوام کی بھرپور شرکت

اوکاڑہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام لاہور میں تحفظ ناموس رسالت ریلی کے سلسلہ میں کئی ایک اجلاس منعقد ہوئے۔ اشتہارات لگوائے گئے، بینرز وغیرہ تیار کئے، رفقاء کو تیار کیا گیا۔ حویلی لکھا سے مولانا عبدالجبار اور چوہدری اقبال نے، حجرہ شاہ مقیم سے مولانا موسیٰ اور مفتی ندیم، بصیر پور سے مولانا زبیر احمد فہیم اور مولانا عزیز خلیل نے، دیپال پور سے مولانا سید انور شاہ بخاری، چوہدری غلام عباس تمنا ایڈووکیٹ، رینالہ خورد سے مولانا محمد اکرم اور مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا اکرم نے ۴۸/۳-آر چک سے قاری عبدالحفیظ رحیمی اوکاڑہ سے مولانا قاری الیاس، مولانا عبدالاحد، مفتی رشید احمد، مولانا سید شمس الحق گیلانی، مولانا قاری غلام محمود انور، مولانا سید رمضان شاہ، مولانا مفتی عبدالقیوم، چوہدری خالد محمود، مولانا عبدالشکور، مولانا قاری سعید احمد عثمانی سمیت کئی علماء کرام اور کارکنان نے اپنے اپنے قافلے کی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھانے کی کوشش کی۔ تقریباً ۱۵ بسوں کا قافلہ لاہور کے لئے روانہ ہوا۔ تحفظ ناموس رسالت ریلی میں شرکت کے لئے قصور میں بھی کئی ایک اجلاس اور کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں قرب وجوار کے لوگوں نے شرکت کی۔ تلاوت قاری مشتاق احمد رحیمی امیر مجلس ختم نبوت قصور اور نقابت مولانا سیف اللہ نے کی۔ میزبانی اور سرپرستی مولانا سید زبیر شاہ ہمدانی خطیب جامع مسجد گنبد والی نے کی۔ اس کانفرنس کے اشتہارات وانتظامات طلبا جامعہ عبداللہ بن عباس نے کئے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر چیز پر سمجھوتہ ہو سکتا ہے مگر تحفظ ناموس رسالت پر کوئی سودے بازی برداشت نہیں کی جائے گی۔ اس کے بعد مولانا جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرزاق مجاہد کے بیانات ہوئے۔ ریلی کی کامیابی کے لئے مولانا رضوان نفیسی نے دعا کرائی۔ قصور اور گردونواح سے موٹر سائیکلیں اور کاریں تقریباً ۲۵ بسوں کا قافلہ علماء اور تاجر حضرات کی نگرانی میں روانہ ہوا۔

وفیات

اوکاڑہ... گزشتہ دنوں بھائی حافظ سلمان قاری کے والد اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون عتیق الرحمٰن ناظم جامعہ بیت الصالحات للبنات اوکاڑہ انتقال کر گئے۔

☆..... رینالہ خورد کے معاون مجلس قاری عبدالحمید انجم کی والدہ مرحومہ انتقال کر گئیں۔

☆..... منڈی احمد آباد کے چوہدری منیر احمد اور نذیر احمد رضا کلیا کے والدین انتقال کر گئے اور مکتبہ عثمانیہ کے انچارج ہر دل عزیز شخصیت مولانا عبدالشکور کے چچا زاد بھائی محمد راشد انتقال کر گئے۔

☆..... چونی کے معاون مجلس ڈاکٹر عبدالوحید اور عبدالواحد کی والدہ انتقال کر گئیں۔ اللہ رب العزت ان مرحومین کی مغفرت فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

نفاق... ایک مہلک بیماری

امام ابن قیم الجوزیؒ

نفاق ایسی خطرناک باطنی بیماری ہے کہ آدمی اس میں مبتلا رہتے ہوئے بھی احساس نہیں کر پاتا اور عام طور پر لوگ اس سے ناواقف ہوتے ہیں' بسا اوقات آدمی اس کا شکار ہو کر بجائے مفسد کے اپنے کو مصلح سمجھنے لگتا ہے۔

نفاق کی قسمیں:

نفاق کی دو قسمیں ہیں' نفاق اکبر اور نفاق اصغر۔ نفاق اکبر انسان کو ہمیشہ کے لئے جہنم کے انتہائی گہرے حصے میں پہنچا دیتا ہے۔

نفاق اکبر کا حامل شخص مسلمانوں کے سامنے بظاہر اللہ اس کے فرشتوں' کتابوں' رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے' لیکن اندرونی طور پر اس سے عاری اور اس کی تکذیب کرنے والا ہوتا ہے' وہ اس پر بھی ایمان و یقین نہیں رکھتا جو اس کی مرضی سے ہدایت دیتا ہے اور اس عذاب سے ڈراتا اور اس کی گرفت سے آگاہ کرتا ہے۔

منافقوں کی علامات:

قرآن و سنت میں غور و فکر سے منافقوں کی کچھ علامتیں اور اوصاف کا علم ہوتا ہے اور ایمانی بصیرت رکھنے والے لوگ ان کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔

۱:......ریاکاری:

یہ انسان کی بدترین عادت ہے' منافقین سستی اور کاہلی میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری سے جی چراتے ہیں' اخلاص عمل ان حضرات کے یہاں بار گراں ہوتا ہے۔

"جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم یاد کرتے ہیں۔"

(النساء:۱۴۲)

۲:......موقع پرستی:

منافقین کی مثال اس بکری کی جیسی ہے' جو دو ریوڑوں کے درمیان بے چین رہتی ہے' کبھی ادھر' کبھی ادھر بھاگتی ہے' کسی ایک گروہ کے ساتھ مستقل مزاجی کے ساتھ نہیں ٹھہرتی۔ اس طرح منافق دو گروہوں کے درمیان حیران و پریشان رہتا ہے' نہ تو ادھر کا ہوتا ہے نہ ادھر کا ہی رہتا ہے' موازنہ کرتا رہتا ہے کہ کون زیادہ طاقت ور ہے' جس سے اپنا ناطہ رشتہ زیادہ استوار کرے' ان کی کیفیت یوں ہے:

"کفر و ایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں' نہ پورے اس طرف ہیں' نہ پورے اس طرف ہیں' جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لئے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔"

۳:......گھات میں رہنا:

منافقین ہمیشہ مومنین کے نقصان کے درپے ہوتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ ان پر کوئی مصیبت آئے' اگر مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے کشادگی حاصل ہو تو کہتے ہیں: کیا ہم تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہیں' اور اس پر طرح طرح کی قسمیں یقین دلانے کے لئے کھاتے اور اگر (خدانخواستہ) مسلمانوں کے دشمنوں کو فتح نصیب ہوتی ہے (تو کافروں سے) کہتے ہیں کہ ہمارے تمہارے تعلقات تو بہت مستحکم ہیں' اور ہم ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار بھی ہیں۔

جو شخص ان منافقوں کی صفات کا صحیح اندازہ کرنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات کا مطالعہ کرے اس کے بعد مزید کی ضرورت نہیں پڑے گی:

"یہ منافق تمہارے معاملہ میں انتظار کر رہے ہیں (کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے) اگر اللہ کی طرف سے فتح تمہاری ہوئی تو آ کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اگر کافروں کا پلہ بھاری رہا تو ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہ تھے اور پھر بھی ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچایا؟ بس اللہ ہی تمہارے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ قیامت کے روز کرے گا اور اللہ نے کافروں کے لئے مسلمانوں پر غالب آنے کی ہرگز کوئی سبیل نہیں رکھی ہے۔" (النساء:۱۴۱)

۴:......چرب زبانی:

منافقوں کی شیریں کلامی و نرم مزاجی کی وجہ سے سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا' منافق اپنی دروغ گوئی اور افتراء پردازی کو چھپانے کے لئے

باتوں باتوں میں قسمیں کھاتے ہیں اور حق گوئی کے وقت تم ان کو خاموش دیکھو گے اور دروغ گوئی کے وقت سرگرم۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس صفت کو یوں بیان فرمایا ہے:

"انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے' جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے۔" (البقرہ:۲۰۴)

چنانچہ تم دیکھو گے ان کا کوئی شخص اہل ایمان کے شانہ بشانہ نماز اور ذکر' زہد و اجتہاد میں نظر آئے گا لیکن:

"جب اسے اقتدار حاصل ہوتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے' کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے' حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔" (البقرہ:۲۰۵)

۵:......باہمی مشابہ ہونا:

منافقین باہمی طور پر ایک دوسرے سے عادات و اوصاف میں مشابہ ہوتے ہیں' سب ہی بُری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور اس کو خود کرتے ہیں اور اچھی چیزوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل نہیں کرتے' اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ غیر معمولی بخل سے کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بار بار انہیں اپنے احسانات ونعمتوں سے نوازا' لیکن یہ لوگ نعمتوں کے حصول کے بعد اس کے ذکر و شکر سے اعراض کرتے ہیں اور متعدد جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر ان کے حالات و صفات کو کھول کر بیان فرمایا ہے' تاکہ ان کے مکر وفریب سے محفوظ ہوسکیں' چنانچہ ارشاد ہے:

"منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں' برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خرچ سے روکے رکھتے ہیں' یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا' یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔" (التوبہ:۶۷)

۶:......قبول حق سے بیزاری:

اگر قرآن کریم کی روشنی میں ان کے مابین فیصلہ کیا جائے تو وہ اس سے اظہار بیزاری کرتے ہیں اور اگر ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی جائے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں' اگر کوئی ان کے حقائق و اسرار پر مطلع ہوجائے تو پوری طرح اندازہ ہوجائے کہ وہ راہ حق سے کتنے دور ہیں' اسی وجہ سے وحی الٰہی سے بیزار نظر آتے ہیں:

"اور ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف تو ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آنے سے کتراتے ہیں۔" (النساء:۶۱)

۷:......کفر کو ترجیح دینا:

یہ منافقین کیسے صلاح وفلاح سے مشرف اور ہدایت یاب ہوسکتے ہیں' جب کہ ان کی عقل وفہم اور دین ومذہب بھی متاثر ہوچکے ہیں اور یہ کیسے گمراہی اور بربادی سے نجات پاسکتے ہیں' جبکہ انہوں نے خود ایمان کے بدلے کفر خریدا ہے اور ان کی تجارت کتنے گھاٹے میں ہے جبکہ رحیق مختوم کے عوض جہنم کی آگ خریدی ہے:

"پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب ان کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آپڑتی' اس وقت یہ تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم تو صرف بھلائی چاہتے تھے اور ہماری نیت تو یہ تھی کہ فریقین میں کسی طرح موافقت ہوسکے۔" (النساء:۶۲)

۸:......شک وشبہات کا شکار ہونا:

منافقین کے دل و دماغ طرح طرح کے شکوک وشبہات کے شکار ہوتے ہیں اور اس میں غلطاں وپیچاں رہتے ہیں اور اس سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے:

"اللہ جانتا ہے کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے ان سے تعرض مت کرو' انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔" (النساء:۶۳)

بربادی اور ہلاکت مقدر ہو ان منافقین کے لئے' یہ لوگ حقیقت ایمان سے کتنے دور ہیں' تحقیق وعرفان کے دعوے میں کتنے جھوٹے ہیں' اس بدبخت جماعت کی حالت وکیفیت اتباع سنت سے سرشار لوگوں سے پوری طرح مختلف ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں بنفس نفیس ایک عظیم الشان قسم کھائی ہے' اہل بصیرت ہی اس کے مضمون سے واقف ہیں' کیونکہ ان کے قلوب اس کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے ڈرتے رہتے ہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان منافقین سے پُرحذر رہنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(اے محمد ﷺ) تمہارے رب کی قسم! یہ کبھی مومن نہیں ہوسکتے' جب تک کہ

اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کرلیں۔'' (النساء:۶۵)

۹:...... کثرت سے قسمیں کھانا:

منافقوں کو اگرچہ نہ بھی ٹوکا جائے تب بھی بات بات پر قسمیں کھاتے ہیں' کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اہل ایمان ان کی چکنی چپڑی باتوں پر یقین نہیں کرتے' چنانچہ وہ سوئے ظن سے بچنے کے لئے قسموں کا سہارا لیتے ہیں تاکہ حقیقت کھل نہ جائے' اسی طرح کمزور کردار کے مالک جھوٹ بولا کرتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں تاکہ سننے والا شخص یقین کرے کہ یہ سچے ہیں:

''انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنارکھا ہے' جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور یہ لوگ بہت برا کام کررہے ہیں۔'' (المنافقون:۲)

نامراد ہوں یہ منافقین' ایمانی قافلہ کے ساتھ صحراء میں رواں دواں ہوئے' لیکن جب سفر کی مشقت اور مسافت اور منزل کی دوری محسوس کی تو الٹے پیر واپس ہوگئے' سوچا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں ہی عیش و آرام کی زندگی بسر کریں گے' میدان جنگ میں ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے' انہوں نے دین اسلام سے اس کی معرفت کے بعد انکار کیا اور حق کے مشاہدہ کے بعد اس سے منہ موڑ لیا:

''یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ان لوگوں نے ایمان لاکر پھر کفر کیا' اس لئے ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی اب یہ کچھ نہیں سمجھتے۔'' (المنافقون:۳)

☆☆......☆☆

استاذ الحدیث مولانا فضل محمد مدظلہ کا ماہانہ تربیتی نشست سے خطاب

کراچی.... جامع مسجد باب رحمت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں ۲۴/ فروری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث حضرت مولانا فضل محمد صاحب نے دینی وعصری درسگاہوں کے طلباء وعلماء کرام کی ماہانہ تربیتی نشست سے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ دین کے ہر شعبہ کے مقابلے میں جب بھی کوئی فتنہ ظاہر ہوا تو اس کام کی فضیلت واہمیت کا اندازہ ہوا۔ صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب بہت ہیں لیکن اگر ان کے خلاف کوئی فتنہ کھڑا نہ ہوتا تو یہ فضائل سامنے نہ آتے، کتابوں میں رہ جاتے، اسی طرح مسئلہ ختم نبوت بھی ہے یہ فطرت کا دستور ہے جو شروع سے چلا آرہا ہے، سب سے پہلے شیطان کا فتنہ کھڑا ہوا جس نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو جنت سے نکالنے کے لئے بہکایا۔ شیطان کو جب حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو اس نے تکبر کی وجہ سے انکار کردیا، اللہ نے اس کو راندۂ درگاہ کردیا تو اس نے حسد وبغض کی وجہ سے آدم وحوا علیہما السلام اور ان کی اولاد سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ اس وقت سے آج تک شیطان اور انسان کے درمیان جنگ چلی آرہی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتنہ ارتداد کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقدام کو ہم نے شروع میں پسند نہیں کیا تھا لیکن انجام کے اعتبار سے پسند کیا کہ انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو مہم پر روانہ کرنا چاہا تو حضرت عمرؓ نے منع کیا کہ ابھی مدینہ میں فوج کی ضرورت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: حضور علیہ السلام نے جس لشکر کا جھنڈا آخری وقت میں اور خود باندھا ہو، میں اس جھنڈے کو کیسے اتار دوں؟ آپؓ نے فرمایا: ''عمر! تم تو جاہلیت کے زمانے میں بڑے بہادر تھے، اب اسلام میں بزدل کیوں ہوگئے؟ اگر تم بھی میرا ساتھ نہیں دو گے تو میں اکیلا ہی گھوڑے پہ سوار ہوکر منکرین ختم نبوت اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف لڑوں گا۔ اسلام کے احکام ایک ایک کرکے ٹوٹتے رہیں اور ابوبکرؓ زندہ رہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟''

سجاح نامی عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: ''میرے بعد کوئی (مرد) نبی نہیں ہوسکتا، اور میں عورت ہوں۔'' ایسے لوگوں کو براہین ودلائل سے سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں، ان کے لئے صدیق اکبرؓ اور خالد بن ولیدؓ کی تلوار ضروری ہے۔

جھوٹا مدعی نبوت اسود عنسی بہت بڑا شعبدہ باز تھا، اس کے شیاطین اس کے دشمنوں کی خبر اس کو دیتے رہتے تھے، اس کو قتل کرنا آسان کام نہ تھا، اس کی بیوی نے اپنے چچازاد بھائی حضرت فیروز دیلمیؓ کے ساتھ مل کر قتل کروایا۔ حضور علیہ السلام صاحب فراش تھے، حضرت جبرئیلؑ نے آکر اس کے قتل کی خبر دی، یہ سن کر حضورؐ اتنے خوش ہوئے کہ بار بار خوشی کے عالم میں فرمایا: ''فاز فیروز، فاز فیروز'' (فیروز کامیاب ہوگا)۔

جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کے خلاف حضرت ابوبکرؓ نے فوج بھیجی، صرف ایک جنگ یمامہ میں ۱۲۰۰ صحابہؓ وتابعین تحفظ ختم نبوت کے لئے شہید ہوئے۔ حضرت براء ابن مالک رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کو قتل کرنے کے لئے بہت بڑی قربانی دی، کہا کہ: مجھے منجنیق میں رکھ کر قلعہ کے اندر پھینک دو، اس طرح آپ نے قلعہ کا دروازہ کھولا اور لشکر اسلام اندر داخل ہوگیا، حضرت وحشیؓ نے اپنے نیزہ سے مسیلمہ کو قتل کیا اور فرمایا: میں نے جاہلیت میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا، میری خواہش تھی کہ ایسے کافر کو قتل کروں جو دین کا سب سے بڑا دشمن ہو۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ ہمارے اکابر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس فتنے کا بھرپور مقابلہ کیا۔

اب ہماری نوجوان نسل کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کا بھرپور مقابلہ کریں۔ مرزائیوں کی ملحدانہ اور شرانگیز سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ خاتم الانبیاءؐ کی نبوت و رسالت اور تاج ختم نبوت کا دفاع کریں۔ اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ کا اپنی صلاحیتوں سے علمی محاسبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے قبول فرمائیں۔ آمین۔

اولاد کے حقوق

خالد فیصل ندوی

قال اللّٰہ تعالیٰ: "یایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناس والحجارۃ."

(التحریم:۶)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو (جہنم کی) اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔''

حقوق العباد کی فہرست میں ماں باپ کے حقوق کے بعد، اہم ترین حق اولاد کا ہے، قرآن مجید میں اولاد کے حقوق کا ''ذکر جمیل'' (الفرقان:۷۴، الاحقاف:۱۵، طٰہٰ:۱۳۲ اور التحریم:۶ میں) نہایت ہی اہتمام کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سورۂ تحریم کی مذکورہ بالا آیت میں اولاد کے حقوق کا بیان نہایت ہی بلیغ وموثر انداز میں کیا گیا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اس آیت کریمہ پر گفتگو فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

''قرآن پاک نے ایک مختصر سے مختصر فقرہ میں جو صرف چار لفظوں سے مرکب ہے، اس حق کو ایسے جامع طریقہ سے ادا کردیا ہے کہ اس کی تفصیل وتشریح میں دفتر کے دفتر لکھے جاسکتے ہیں۔ یہ آگ جہنم کی آگ ہے مگر اس سے مقصود ان تمام برائیوں، خرابیوں اور ہلاکتوں سے ان کی حفاظت ہے، جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق بنادیتی ہے، اس طرح (اللہ تعالیٰ نے) گھر کے سردار (ماں باپ اور وارثان) پر اولاد کی اخلاقی تربیت، دینی تعلیم اور نگہداشت کا فرض عائد کیا ہے۔''

(سیرۃ النبی ۶/۱۲۰)

قرآن مجید کی ہی طرح ''اولاد کے حقوق'' کا ذکر خیر، احادیث وآثار میں بھی بہت واضح انداز میں ہوا ہے۔ احادیث کی مستند کتابوں خاص طور سے بخاری ومسلم اور ترمذی وابوداؤد میں ادائے حقوق اولاد کا بیان بہت ہی جامعیت کے ساتھ موجود ہے۔ الغرض یہ کہ کتاب وسنت اور آثار واقوال کی روشنی میں، ماں باپ اور وارثان پر ان کی اولاد (لڑکے لڑکیاں) کے بہت سے حقوق وواجبات عائد ہیں، ان میں سے چند اہم ترین حقوق درج ذیل ہیں:

☆...... ماں باپ پر ان کی اولاد کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ ماں باپ ان کے نقش زندگی کو مٹانے کا سبب نہ بنیں اور نہ ہی اس کے اسباب وذرائع تلاش کریں، چنانچہ اسلام نے بالقصد اسقاط حمل کو گناہ قرار دیا ہے۔ (الاسرا)

مانع حمل ذرائع واسباب (عزل وغیرہ) کو ''وادخفی'' کہہ کر اس کی شناعت بیان کی ہے، پیدائش کے بعد مار ڈالنے کی جاہلانہ رسم کی شدید مذمت کرکے اس فعل بد سے خوب خوب نفرت دلائی ہے اور اس رسم بد کو دنیا وآخرت میں گھاٹے اور ناکامی کا ذریعہ بتایا ہے۔ (الانعام:۱۴۰/۱۹)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اولاد کی بقاء حیات اور ان کے جملہ حقوق کی ادائیگی کو اخروی عزت وسعادت کا وسیلہ بتایا ہے اور اولاد کی پیدائش پر جو خوشی ومسرت کے اظہار کے لئے بچے کے سر کے بال کے وزن کے مطابق چاندی صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ (ترمذی) اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت بیکراں پر تشکر وامتنان کے لئے عقیقہ کرنے کا استحبابی حکم آپ ﷺ نے دیا ہے۔ (بخاری عن سلمان بن عامر) نیز آپ ﷺ نے بچے کے کانوں میں اذان واقامت کہے جانے کی تعلیم فرمائی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد) اور تالو میں کھجور وغیرہ ملنے (تحنیک) کی بھی اپنی امت کو ترغیب دی ہے۔ (بخاری ومسلم)

اسی طرح سے بچے کی پیدائش کے پہلے دن سے ساتویں دن تک ان کا نام رکھنا بچوں کا اہم حق قرار دیا گیا ہے، چنانچہ بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت موجود ہے کہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ باپ پر بچہ کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور حسن ادب سکھائے۔'' (بیہقی)

☆...... اولاد کا دوسرا اہم حق یہ ہے کہ ماں باپ اولاد کی زندگی کی تکمیل اور اس کی نشوونما کی ترقی کے ممکنہ ذرائع حسب استطاعت اختیار کریں اور جب تک وہ خود سے کھانے پینے کے قابل نہ ہوجائے، اس وقت تک اس کی پوری دیکھ بھال کریں اور بالغ (خودکفیل) ہونے تک اس کے خرچ کی پوری ذمہ داری برداشت کریں، رضاعت وحضانت کے یہ حقوق قرآن کی سورۂ بقرہ:۲۳۳، میں نہایت اہتمام وتاکید کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بچہ کو دودھ پلانے کا حق عام حالات میں ماں پر عائد کیا ہے اور بعض مخصوص حالات میں باپ پر دودھ پلوانے اور دیگر سارے خرچ کا بار ڈالا ہے، دودھ پلانا بچہ اور زچہ دونوں کے لئے مفید ہے، یہی قرآن مجید کا فرمان ہے اور قدیم وجدید ڈاکٹروں کی

یہی رائے ہے، چنانچہ مولانا دریابادیؒ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ: ''رضاعت، اصلی حق ماں کا ہے اور ماں سے بہتر کوئی مرضعہ ہو نہیں سکتی، پرانے طبیبوں اور نئے ڈاکٹروں اور ڈاکٹرنیوں سب کو اس پر اتفاق کرنا پڑا ''اولادھن'' کی قید نے یہ صاف کر دیا کہ مراد ''مائیں'' ہی ہیں، ننہال، ددیال مراد نہیں۔'' (تفسیر ماجدی:۱/۴۲۸، ۴۲۹)

نیز دودھ پلانا بہت ہی باعث برکت اور ذریعہ اجر و ثواب ہے، احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ: ''دودھ کے ہر گھونٹ اور ہر قطرہ پر مرضعہ (دودھ پلانے والی ماں) کو نیکی ملتی ہے۔'' (کنزالعمال:۱۶/۱۷۱) نیز اس آیت کریمہ (بقرہ:۲۳۳) سے محققین علماء نے یہ حکم نکالا ہے کہ باپ پر بچہ کے سارے نفقہ (خرچ) کا بار ہے، احادیث مبارکہ میں اس کی ترغیب بہت اہتمام کے ساتھ بیان ہوئی ہے، چنانچہ حضرت ابومسعود بدریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آدمی کا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا، صدقہ ہے۔'' (بخاری:۲۰۰۶، مسلم:۶۹۵، ترمذی:۱۹۶۵) نیز حضرت ابوعبیدہؓ سے ایک لمبی حدیث مروی ہے کہ میں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل دس گنا ثواب کا باعث ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:۲۷۱۸۰)

اولاد کا سب سے اہم ترین حق، اخلاقی تربیت، دینی تعلیم اور حکیمانہ نگہداشت ہے، اسلام نے ان حقوق کی ذمہ داری گھر کے سربراہ ماں باپ دادا اور درجہ بدرجہ وارثان پر عائد کی ہے اور ان کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے، کیونکہ تعلیم و تربیت اور حسن اخلاق و کردار دنیا و آخرت میں کامیابی کے ضامن ہیں، چنانچہ آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے ان حقوق کی طرف عملاً و قولاً بہت زیادہ توجہ دی ہے اور آپؐ نے امت اسلامیہ کو اس سلسلہ میں بڑی ترغیب دلائی ہے، چنانچہ آپؐ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ: ''باپ کا اپنے بچہ کو کوئی ادب سکھانا، ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔'' (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اپنے بچوں کو شریف بناؤ اور ان کو حسن ادب سکھاؤ۔'' (ترغیب:۳/۳۷)

اور آپؐ نے تعلیم کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ ''جو کوئی باپ (اپنے بچہ کو) اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔'' (ترمذی)

ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ: ''اپنی اولاد کی زبان کلمہ طیبہ پر کھولو۔'' (کنزالعمال:۶/۴۴۱)

ایک اور حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اپنے بچہ کو ناظرہ (دیکھ کر) قرآن پڑھانا سکھائے، اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔'' (المعجم الاوسط، طبرانی:۱۹۳۵)

نیز آپ ﷺ نے نگہداشت کے سلسلہ میں فرمایا کہ: ''تم سب (اپنی اپنی جگہ پر) ذمہ دار ہو، شوہر اپنے گھر کا نگہبان و ذمہ دار ہے، اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا اور بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگران و ذمہ دار ہے، اس سے اس کے متعلق پوچھ ہوگی۔'' (بخاری، مسلم)

احادیث مبارکہ سے حضرات علمائے کرام نے بچوں کی تعلیم و تربیت کو فرض قرار دیا ہے، چنانچہ

ترتیب جدید ایڈیشن

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ
کی بے مثال تصنیف

تحفہ قادیانیت
کامل ۶ جلدیں

عقیدہ ختم نبوت، حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجددین و اکابر امت کی نظر میں، قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات، مرزا طاہر احمد قادیانی کے چیلنج کا جواب، قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق، امام مہدی و مسیح کے بارے میں سوالوں کے جوابات، مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر و ارتداد اور تردید قادیانیت پر مشتمل بیسیوں مضامین و مقالات اور رسائل کا مجموعہ

عام فہم اور اچھوتا انداز تحریر، خوبصورت جلد، جاذب نظر سرورق

عام قیمت: 2250 روپے رعایتی قیمت: 1100 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی

0321-2115502, 0321-2115595,021-34130020

حضرات فقہاء نے فرمایا ہے کہ:''اسی طرح (نماز کے ترغیبی حکم ہی کی طرح) بچوں سے روزے رکھوائے جائیں، اور دیگر احکام کے اتباع کی تلقین انہیں کی جائے، تاکہ جب شعور کی عمر کو پہنچیں تو دین حق کا شعور بھی انہیں حاصل ہو چکا ہو۔''(تفسیر ابن کثیر)

نیز حضرات فقہاء کرامؒ نے فرمایا ہے کہ: اس آیت (التحریم:۶) سے ثابت ہوا کہ''ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔''(معارف القرآن:۸/۵۰۲،۵۰۳)

اولاد کا اہم ترین حق یہ ہے کہ جب اولاد (لڑکے لڑکیاں) شادی کے قابل ہو جائیں تو ان کی شادی کا نظم و انتظام کرنا بھی ماں باپ کا فریضہ ہے، اس فریضہ کی ادائیگی میں غفلت وتاخیر دنیاوی رسوائی کا باعث ہے اور اخروی خسارہ و نقصان کا سبب بھی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ: پھر جب اولاد سن بلوغ کو پہنچے تو اس کے نکاح کا بندوبست (اس کا باپ) کرے، اگر اس نے اس میں کوتاہی کی اور شادی کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی (اپنی غفلت اور بے پروائی سے) اس کی شادی کا بندوبست نہیں کیا اور وہ اس کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو گیا تو اس کا باپ اس گناہ کا ذمہ دار ہوگا (بیہقی ۱۱/۱۳۷) اسی طرح آپؐ نے لڑکیوں کی شادی کرانے پر جنت کے دخول کی بشارت دی ہے، آپؐ نے فرمایا کہ: ''اور جس بندہ نے دو تین بہن یا دو تین بیٹی کی شادی کرادی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندہ کے لئے جنت کا فیصلہ ہے۔''(ابوداؤد، ترمذی) اور آپ کا یہ عمل موجود ہے کہ آپؐ نے حضرت امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کا نکاح، حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے کرایا ہے۔(اصابہ:۲/۲۴۳)

اولاد کا ایک اہم ترین حق یہ بھی ہے کہ ماں باپ مذکورہ بالا حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان کی دنیا و آخرت میں مکمل کامیابی و کامرانی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں، چنانچہ قرآن کریم نے (الفرقان:۷۴) میں بیوی بچوں کے حق میں دعائے خیر کرنے والے مومن (باپ) کی بڑی تعریف و تحسین کی ہے، نیز (الاحقاف:۱۵) میں اولاد کے صلاح وفلاح کی دعا مانگنے کی ترغیب دیتے ہوئے، اس عمل دعا کو ایک اچھے باپ کا فریضہ بتایا ہے، نیز شریعت اسلامی نے بچوں کے لئے دعا کرنا مستحب اور مستحسن عمل قرار دیا ہے، اس لئے ماں باپ کو اپنے بچوں کے لئے دعا کا خوب خوب اہتمام کرنا چاہئے، یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ماں باپ کی دعائیں بچوں کے حق میں بہت قبول ہوتی ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تین دعائیں قبول ہوتی ہیں، باپ کی دعا، مسافر کی دعا، مظلوم کی دعا۔(ابوداؤد:۱۵۳۶)

اسی طرح سے ماں باپ کو بچوں کے حق میں بددعا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ دعا کی طرح ان کے حق میں بددعا بھی قبول ہوتی ہے، آپ کا ارشاد عالی ہے کہ:''اپنی اولاد کو بددعا نہ دو (کیونکہ) ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس میں تم اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگو گے قبول ہوگی۔''(مسلم:۳۰۰۹)

اولاد کے یہ چند قابل توجہ حقوق ہیں، اگر ماں باپ ان حقوق کی بحسن وخوبی ادائیگی پر توجہ کرلیں، ان حقوق کے انجام دینے کی سعی کرلیں اور اولاد کے صلاح وفلاح کے جملہ اسباب وذرائع استعمال کرنے کی زحمت کرلیں، نیز اولاد کو نیکی پر قائم ودائم رہنے کے مواقع بہم پہنچائیں تو ان کی یہ اولاد انشاء اللہ دنیا میں ان کے لئے خوشی ومسرت کے باعث بنیں گے اور آخرت میں سرخروئی، عزت، تقرب ومحبت الٰہی اور اکرام واعزاز ربانی کے اور اگر اولاد کے ادائے حقوق سے غفلت، ان کی دینی تعلیم میں کوتاہی اور اسلامی تربیت میں بے توجہی برتی گئی تو اولاد، ان کے ماں باپ اور قوم وملت کا بڑا خسارہ اور عظیم نقصان ہوگا، کیونکہ اولاد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت بے بہا ہیں اور یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، بعض اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل اور غافل ہوں۔(روح المعانی ومعارف القرآن)

☆☆......☆☆

یا حیُّ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیّومُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی تالیف ''اسوۂ رسول اکرم ﷺ'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام پیش کرنے کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / دعا کا طالب: ایک اللہ کا بندہ Email:Muhammadatif78692@ovi.com

قادیانی اعتراضات کے جوابات

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

بسمہ تعالیٰ

مولانا محترم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میرا تعلق ہندوستان کے ایک پسماندہ علاقہ سے ہے' لوگ زیادہ تر ان پڑھ اور دین کی کوئی سمجھ بوجھ بھی نہیں رکھتے' اردو کے نام پر ایک مقامی لہجہ استعمال کرتے ہیں' جسے اردو دان حضرات سمجھ بھی نہ سکیں۔ قادیانیوں کے ورغلانے اور مالی امداد کی وجہ سے کچھ لوگ قادیانی ہوگئے ہیں اور مسلمانوں کو چیلنج کرنے لگے ہیں۔ لہٰذا میں نے چاہا کہ عوام کے لئے آسان زبان میں قادیانیت کی تردید میں ایک کیسٹ تیار کی جائے جسے ان پڑھ لوگوں تک پہنچایا جاسکے تاکہ گمراہ کن خیالات کی روک تھام ہوسکے۔ اس سلسلہ میں مطالعہ کے دوران ذیل کی کتابیں نظر سے گزریں:

۱:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند مرزا بشیر احمد کی کتاب "تبلیغ ہدایت" (قادیانیت کو سمجھنے کے لئے)

۲:...... مولانا علی میاں مرحوم کی کتاب "قادیانیت تجزیہ اور تحلیل" (اس کا انگریزی ترجمہ)

۳:...... مولانا احسان الٰہی ظہیر مرحوم کی کتاب "مرزائیت اور اسلام"۔

۴:...... مولانا غلام رسول سعیدی (بریلوی) کی کتاب مقالاتِ سعیدی۔

۵:...... مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "علاماتِ قیامت ونزولِ مسیح"

۶:...... بہاول پور کی اسلامی ریاست کی عدالت میں فسخ نکاح کا مقدمہ غلام عائشہ بنام قادیانی شوہر۔

۷:...... پاکستانی شرعی عدالت کا فیصلہ کہ قادیانی غیرمسلم ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی کچھ مضامین دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے' لیکن اس کے باوجود کچھ قادیانی دلائل جواب طلب رہ جاتی ہیں جو میں حاصل نہ کرپایا' لہٰذا گزارش ہے کہ ان کے جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط والسلام

نیازمند

محمد جاوید اقبال

قادیانی موقف:

۱:...... رفع سے مراد صرف جسمانی رفع نہیں روحانی رفع بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً:

الف: ...... "اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ۔"

(کنز العمال جلد۳ ص:۱۱۰)

ظاہر ہے کہ بہت سے بندے تواضع اختیار کئے ہوں گے لیکن کوئی آسمان کو نہ اٹھا' پھر:

ب: ...... "ولو شئنا لرفعنٰہ۔"

(اعراف:۱۷۶)

یہاں بھی رفع سے مراد جسمانی رفع نہیں بلکہ روحانی رفع ہے:

۲:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہوچکی ہے' کیونکہ:

"ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائة سنة عن حضرت فاطمہ۔" (طبرانی وکنز العمال جلد۶)

الف: ...... "لو کان عیسیٰ و موسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔" (ابن کثیر جلد۲)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ و موسیٰ ابھی باحیات نہیں رہے' اور پھر:

سورۃ النساء:۱۵۹ میں قبل موتہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول اور موت پر استدلال کیا نہیں جاسکتا کیونکہ ایک دوسری قرأت میں یہ لفظ قبل موتہم ہے (ابن جریر جلد۶) لہٰذا یہاں موت سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت نہیں بلکہ ان کے ماننے والوں کی موت ہے۔

۳:...... (الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل نہ ہوں یعنی آسمان سے نہ اتریں گے بلکہ اسی دنیا میں پیدا ہوں گے کیونکہ کسی بھی صحیح حدیث میں نزول کے لفظ کے ساتھ من السماء نہ آیا۔

(ب) پھر سورۃ الحدید:۲۵ میں "وانزلنا الحدید" سے مراد پایا جاتا ہے نہ کہ آسمان سے اترنا۔

(ج) اور پھر "قد انزل اللہ ...... ذکرا رسولا" (طلاق:۱۰'۱۱) یہاں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوئے۔ آسمان سے نہ اترے

۴:.....معراج بھی روحانی تھا نہ کہ جسمانی کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "ثم استیقظ" (بخاری کتاب التوحید) یعنی نیند کی حالت میں معراج ہوا۔

۵:.....گزرے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ موعود دو الگ الگ شخص ہوں گے کیونکہ سابق الذکر کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر فوت شدہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ آسمان پر دیکھا اور موعود کو دجال کے ساتھ کعبہ کے پاس خواب میں دیکھا۔ دونوں کے حلیہ میں نمایاں فرق ہے۔ پس منظر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اول الذکر فوت ہو گئے اور آخر الذکر دجال کے زمانہ میں آنے والے ہیں۔ (بخاری، کتب الانبیاء، لباس، تعبیر، فتن)

۶:.....حضرت عیسیٰ موعودؑ کی دو زرد چادریں استعارہ کے طور پر استعمال ہوئی ہیں۔ مراد ہے بیماری نہ کہ لباس، اس کی دلیل ہے کتاب التعبیر۔

۷:.....ضروری نہیں کہ نبی کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو، تاویل کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ:

۱:.....حدیث ہے:
"اذا ھلک کسری فلا کسری بعدہ واذاھلک قیصر فلا قیصر بعدہ." (بخاری کتاب الایمان)

۲:.....یہاں جس کسریٰ وقیصر کے وقت یہ پیشگوئی کی گئی وہ ہلاک ہوئے پھر ان کے بعد کئی کسریٰ وقیصر آئے لیکن سابق شان ودبدبہ کے ساتھ نہ تھے پھر کہیں ان کا سلسلہ ختم ہوا۔ اسی طرح حدیث "لا نبی بعدی" کو بھی قبول کرنا چاہئے یعنی ظلی نبی کا امکان موجود ہے۔

۳:.....اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا کہ قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں (بخاری) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ملیں بلکہ بعد میں ملیں (آپؐ کے صحابہ کرام کے زمانہ میں)

پھر اسی طرح اسید کو مکہ کا حاکم بنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا، لیکن اسید کی موت کے بعد مکہ فتح ہوا اور اس کے بیٹے کو مکہ کا حاکم بنایا گیا۔ (زرقانی)

۸:.....مہدی کے بارے میں جو مشہور ہے کہ اہل بیت سے ہوں گے یا مسیح موعود کا ابن مریم ہونا لازمی نہیں، یہ رشتہ نسب کا نہیں بلکہ روحانی تعلقات و ایمان کے رشتہ کی وجہ سے یہ بات کہی گئی ہے کیونکہ حدیث ہے: "سلمان منا اھل البیت" (طبرانی کبیر ومستدرک حاکم) ظاہر ہے، حضرت سلمان فارسیؓ اہل بیت سے نہ تھے۔

۹:.....حضرت مہدی وحضرت عیسیٰ موعودؑ ایک ہی شخص کے دو صفاتی نام ہیں، کیونکہ حدیث ہے: "لا مھدی الا عیسی" (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

۱۰:.....حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں خیال کہ مردوں کو زندہ کرتے تھے، صحیح نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ہے: "یا ایھا الذین....... یحییکم" (انفال:۲۴) یہاں بھی مراد روحانی طور پر زندہ کرنا ہے نہ کہ مردوں کو زندہ کرنا۔

۱۱:.....حدیث ہے کہ قیامت کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر ہوں گے اور فرشتے ایک گروہ کو روک لیں گے۔ آپ فرمائیں گے: "اصحابی اصحابی" جواب ملے گا: "انک لاتدری ما احدثوا بعدک انھم لم یزالو مرتدین علی اعقابھم" (بخاری کتاب الفتن) اس سے ظاہر ہوتا ہے تمام صحابی عادل نہیں اور بعد میں عقائد میں رخنہ ڈالے ہیں، جسمانی رفع مسیح اور دوبارہ نزول بھی اسی قسم کی باتیں ہیں۔

۱۲:.....حیات مسیح علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ غلط ہے، کیونکہ:

الف:.....اس موضوع پر امت کا کبھی اجماع نہ ہوا، امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی مسئلہ پر اجماع کا دعویٰ کرے جھوٹا ہے۔" (مسلم الثبوت وغیرہ)

ب:.....حضرت ابن عباسؓ نے بھی متوفیک کا مطلب ممیتک بیان کیا ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

ج:.....والاکثر ان عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام لم یمت وقال مالکؒ مات۔ (مجمع البحار جلد ا ص ۲۸۶)

د:.....وتمسک ابن حزم بظاھر الآیۃ وقال بموتہ (کمالین حاشیہ جلالین مطبع مجتبائی ص ۱۰۹)

ھ:.....امام ابن حزب بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے۔ (المحلی جلد اول ص ۲۳)

۱۳:.....غیر تشریعی نبوت کے باقی رہنے پر قادیانی دلائل:

۱:.....حضرت علی وحضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت ہے کہ غیر تشریعی نبی کے آنے کو جائز سمجھتے تھے۔ (در منثور وابن الانباری وابن ابی شیبہ)

۲:.....محی الدین ابن عربی کا بھی خیال ہے کہ صرف تشریعی نبوت بند ہوگئی۔ (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۳)

۳:.....امام عبدالوہاب شعرانی کا خیال ہے کہ نبوت مطلق ختم نہ ہوئی بلکہ

صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی۔

(الیواقیت والجواہر جلد۲ ص۳۴)

۴:...... امام محمد طاہر مصنف مجمع البحار کی بھی یہی رائے ہے۔

(تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

۵:...... ملاعلی قاری کا قول ہے کہ اگر ابراہیم فرزند رسولؐ زندہ رہتے یا حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو غیر تشریعی نبی ہوتے۔

(موضوعات کبیر ص۵۸/۵۹)

۶:...... شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا قول حصول کمالات نبوت بر تابعان بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسلؐ منافی خاتمیت اونیست۔ چنانچہ از شک کنندگان نشوید۔

(مکتوبات احمدیہ جلد۱ ص۲۰۱)

۷:...... شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا قول نبوت ختم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اب کوئی شخص ایسا نہ ہوگا‘ جسے خدا کوئی نئی شریعت دے کر مامور کرے۔ (تفہیمات الٰہیہ تفہیم ص۵۳)

۸:...... مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا قول: مگر اہل فہم پر روشن ہوگا تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں (تحذیر الناس ص۳) اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

(تحذیر الناس ص۲۸)

۱۴:...... قادیانی ایک حدیث پیش کرتے ہیں:

”ان لمهدينا آيتين لم نكونا منذ خلق السمٰوت والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان و تنكسف الشمس في النصف منه۔“ (دار قطنی جلد۱ ص۱۸۸)

کیا حقیقتاً زمین و آسمان کی پیدائش سے لے کر مرزا قادیانی کے وقت تک کبھی ایسی بات نہ ہوئی؟

اس علامت کی تردید میں تین باتیں کہی جاتی ہیں:

۱:...... اس حدیث کی سند صحیح نہیں‘ لہٰذا قابل قبول نہیں۔ قبول کئے کہ کسی حدیث کی سند صحیح نہیں‘ اس لئے اس پر بھروسہ کرکے کسی رونما ہونے والی بات کا انتظار کیا نہیں جاسکتا لیکن اگر یہ بات پوری ہوگئی تو ظاہر ہے کہ اس پر اعتماد ہو جائے گا‘ کیونکہ سند اب موضوع بحث نہیں۔

۲:...... حدیث میں کہا گیا ہے کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور درمیانی تاریخ کو سورج گرہن ہوگا‘ لیکن ایسا نہ ہوا‘ قادیانی دعویٰ ہے کہ خدائی قانون قدرت میں چاند اور سورج گرہن کے لئے جو تواریخ مقرر ہیں‘ انہی میں سے پہلی رات کو چاند گرہن اور درمیانی دن میں سورج گرہن ہوئے۔

۳:...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہے جو اپنے فرزند ابراہیم کی موت کے بعد گرہن لگنے پر فرمائے جس کا مطلب یہ ہے کہ گرہن خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔ کسی انسان کی زندگی اور موت سے اس کا کوئی تعلق نہیں‘ لیکن اگر کسی نشانی کو کسی واقعہ کے ساتھ خاص طور پر منسلک کردیا جائے تو اس کی تردید کیسے کریں؟

ضمناً: علامت قیامت اور نزول مسیح کو دیکھنے کے بعد دو سوالات ذہن میں آئے‘ ان کے بھی جواب مرحمت فرمائیں۔

۱۵:...... حدیث ۲۷ میں (کنز العمال بحوالہ دیلمی) کہا گیا ہے کہ ”حضرت عیسیٰؑ کی خوراک لوبیا تھی...... انہوں نے کوئی ایسی چیز نہ کھائی جو آگ پر پکائی گئی ہو......“ اور پھر احادیث نمبر ۹۰-۸۹ میں (درمنثور بحوالہ مسند احمد وغیرہ) بیان ہے کہ جب آپ کو (آسمان پر) اٹھایا گیا تو اپنے پیچھے اور چیزوں کے علاوہ ایک حذافہ چھوڑ گئے جس سے آپ پرندوں کا شکار کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ آگ پر پکائی کوئی چیز نہ کھائے تو پرندوں کا شکار کیوں کرتے تھے۔

۱۶:...... حدیث نمبر ۵ (مسلم‘ ابوداؤد‘ ترمذی وغیرہ) کے تحت کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ پر وحی بھیجے گا: ”میرے خاص بندوں کو کوہ طور پر جمع کرلیجئے۔“ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کے طور پر آئیں گے اور وحی صرف انبیاء علیہم السلام پر اترتا ہے‘ تو اس وحی کی نوعیت کیا ہوگی؟

قادیانی اعتراضات کے جوابات:

۱:...... قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جہاں (رفع) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد رفع جسمانی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وما قتلوه وما صلبوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما.“ (سورۂ نساء) آیت مذکورہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی الی السماء کے سلسلہ میں نص قطعی ہے اور قادیانیت کے سب عقلی ونقلی سوالات و خیالات کو غلط ثابت کرتی ہے۔ آیت کا آخری جملہ ”وكان الله عزيزاً حكيما۔“ قادیانی امت کے غلط تاویلات پر پانی پھیر کر‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا واضح اعلان کررہا ہے۔ اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں رفع سے رفع روحانی مراد

لینا' اور اس پر اپنی طرف غیر متعلقہ آیات قرآنی کو پیش کرنا۔ ایسا ہی ہے جیسے بعض عیسائیوں نے قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت کرنے کا ناکام کوشش کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق (رفع) کے سلسلہ میں قادیانی امت کے بے جا دلائل پڑھنے اور سننے سے خیال آتا ہے کہ قادیانی امت کی حالت دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو وہ علوم عربیہ سے بالکل ناواقف اور خالی ہیں یا پھر جان بوجھ کر ان علوم کی مخالفت کرتے ہیں تا کہ اپنا الو سیدھا کر سکیں۔ دوسری صورت پر ظن غالب ہے۔

یہ بے سند حدیث ہے: اس میں ابی مجر دو اسم ظاہر ہے ضمیر تھیں' بالفرض اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ حدیث من وجہ تفسیر بن جائے گی آیت ہذا کی "الیہ یصعد الحکیم الطیب" جس کی تائید طبرانی میں موجود ابن عباسؓ کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ "اذا تواضع قبل الملک ارفع حکمۃ۔" (جامع صغیر ص۱۲۷ ج۲)

۲:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں' کیونکہ قرآن وحدیث میں واضح طور پر ان کی حیات کا تذکرہ موجود ہے:

"عن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ۔" (درمنثور ص۳۶ ج۲)

اول .... تو قادیانی امت کی طرف سے پیش کردہ یہ روایت ہی ضعیف ہے بفرض محال صحیح بھی ہو تو اس میں مسیح علیہ السلام کی وفات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

دوم.... یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر کے متعلق اختلاف ضرور ہے لیکن ٹھوس بات کسی کی نہیں' جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے' انہوں نے ۳۳ سال اور ۱۲۰ سال دونوں ذکر کر کے بلا فیصلہ چھوڑ دیا ہے۔ (فتح الباری ص۳۸۲ ج۲)

سوم .... حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر کے بارے میں اختلاف کرنے والے اصل مسئلہ پر متفق ہیں۔ یعنی اختلاف اس بات میں نہیں کہ آسمان کی طرف (رفع) ہوا یا نہیں۔ رفع آسمانی پر سب متفق ہیں:

۱:..... "لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی" قادیانی امت کی جانب سے پیش کردہ اس روایت کی سند نہیں ہے۔ مرزائی امت میں ہمت ہے تو اس کی سند پیش کریں۔ اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ قادیانی مذہب کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننے کا عقیدہ رکھتا ہے اور حیات موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے' جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ آسمان میں زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے: "ولم یمت ولیس من المیتین۔" (نور الحق ص۵۰ حصہ اول)

مرزا قادیانی کی اس تحریر اور اعلان کے بعد قادیانی امت کو یہ حدیث پیش کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

۲:..... دراصل صحیح روایت یہ ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہی نہیں ہے: "لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی۔"
(رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

۱:..... قرآن کریم میں قبل موتہ ہے اور قبل موتھم کی قرأت بوجہ شاذ ہونے کے متروک ہے۔ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ اس قسم کی قرأتوں کو نہیں مانتے تھے' جیسا کہ صحیح بخاری شریف پارہ نمبر ۲۰ میں ہے۔

۲:..... قبل موتھم والی قرأت جو ابن عباسؓ سے مروی ہے اس میں دو راوی مجروح ہیں' جبکہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں بحوالہ روایت ابن جریر حضرت ابن عباسؓ کی صحیح السند روایت موجود ہے' جس میں صاف الفاظ میں 'لیؤمنن بعیسیٰ' قبل موت عیسیٰ درج ہے' پس موتھم والی روایت مردود ہوئی۔

۳:..... عن ابن عباس فی حدیث طویل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذلک تنزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً ھادیاً وحکماً عادلاً۔
(کنز العمال جلد نمبر ۷ ص۲۶۸)

حدیث مذکورہ بالا آنجہانی مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ ص ۲۷/۸۷ پر نقل کی ہے مگر لفظ سماء نہ لکھ کر خیانت کی ہے' نیز اس حدیث کی رو سے وہ دوبارہ آنے کے وقت آسمان سے اتریں گے تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے' لیجئے اس پر مرزا قادیانی کے دستخط بھی ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔"
(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۳۶۱/۲۷۷)

مرزا قادیانی ازالہ اوہام ص۸۱ پر تحریر کرتا ہے:

"صحیح مسلم میں ہے کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو اس کا لباس زرد چادریں ہوں گی۔"

(جاری ہے)

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا مجاہد مختار

قادیانی دجل وفریب

پختون آباد کراچی میں قادیانیوں نے گزشتہ دنوں ایک پمفلٹ خفیہ طور پر تقسیم کیا، جس کی ایک کاپی کسی ساتھی نے دفتر ختم نبوت کراچی میں پہنچائی۔ مولانا مجاہد مختار مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس گمراہ کن پمفلٹ کا جواب تحریر کیا، ملاحظہ فرمائیں:

جواب۴:...... اگر بالفرض والمحال یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی امت کی حالت سے لاعلمی کا اظہار کیا یا قیامت کے دن کریں گے تو اس سے کہاں لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ کی وفات ہوگئی اور آئندہ وہ دنیا میں تشریف نہ لائیں گے؟ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ انہیں اپنی قوم کی ساری حالتیں آسمان پر یا بقول مرزا قادیانی: ''قبر میں معلوم ہوتی رہتی ہوں'' تو پھر عدم علم کہاں رہا؟ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد مقامات پر یہ تحریر کیا ہے کہ عیسائیوں کی حالت کی خبر آسمانوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دے دی گئی ہے، صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) ''میرے پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی ہے حضرت عیسیٰؑ کو اس کی خبر دی گئی۔'' (آئینہ کمالات اسلام، ص:۲۵۴، خزائن، ص:۲۵۴، ج:۵)

(۲) ''خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ خزائن ج:۵، ص:۲۶۸)

خلاصہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی امت کے حالات کے بارے میں تو سوال ہوگا ہی نہیں اور وہ جو نفی کررہے ہیں وہ امت کے حالات سے لاعلمی کی نہیں بلکہ اس بات کی کہ: اے اللہ! میں نے ان کو نہیں کہا تھا کہ میری اور میری ماں کی پوجا کرو یعنی اپنے قول کی نفی کریں گے۔

قادیانی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بعض لوگوں کو قیامت کے دن بائیں جانب یعنی جہنم کی طرف لے جایا جائے گا، اس پر میں کہوں گا: اے اللہ! یہ میرے پیارے صحابہ ہیں، اس پر خدا کہے گا تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد یہ کیا کچھ کرتے رہے، اس وقت میں اسی طرح کہوں گا، جس طرح اللہ کے نیک بندے عیسیٰ نے کہا: ''کنت علیہم شہیداً مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔''

(بخاری کتاب التفسیر زیر آیت مذکورہ)

مزید لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے جو معنی لئے جاتے ہیں، وہی معنی حضرت عیسیٰؑ کے بیان کے لئے جائیں گے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰؑ کا ایک ہی بیان ہے اور جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں، اسی طرح عیسیٰؑ وفات پاچکے ہیں۔''

جواب ۱:...... اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ بعینہٖ عیسیٰ کا مقولہ ہے، غلط ہے کیونکہ یہاں پر ''کما'' کا لفظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا: ''فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیداً ... الخ'' اب دیکھیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ بعینہٖ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا والا مقولہ ہوتا تو آپ ''کما'' کی بجائے ''ما'' کا لفظ استعمال فرماتے۔

جواب ۲:...... مطلق تشبیہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور علیہ السلام اور حضرت عیسیٰؑ کی توفی اپنی تفصیل میں بھی یکساں ہوگی، کم عقلی، عربی زبان سے ناواقفی اور حدیث سے عدم مناسبت کی دلیل ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم ... الخ'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کے ساتھ تشبیہ دی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ دونوں کی توفی یکساں نہیں، خلاصہ یہ کہ یہاں پر صرف قول میں تشبیہ ہے نہ کہ وفات میں۔

(۱) قرآن مجید میں ہے: ”کما بدانا اول خلق نعیدہ. کما بداکم تعودون“ اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ والدین کے ذریعے پیدا کیا تھا کیا کل قیامت کے دن دوبارہ پیدائش بھی والدین کے ذریعے ہوگی؟ کیا یہی تحقیق ہے جس پر اتنا ناز ہے؟

(۲) مرزا خود لکھتا ہے: ”اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں، مثلاً ایک بہادر انسان کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ شیر ہے...... اور عام طور پر جمیع انواع استعارات میں یہی قاعدہ ہے۔“

(ازالہ اوہام ص۷۶۲، خزائن: ۳، ص:۱۳۸)

(۳) مماثلت من وجہ مغائرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغائرت ضروری ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص:۹۳، خزائن:۱۹۳، ج:۱۷)

(۴) ”اسی طرح حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس تشبیہ سے یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع آسمانی کی وجہ سے اپنی قوم سے جدا ہوگئے اور وہ اپنے بعد پیدا ہونے والی قوم کی گمراہی سے بے تعلق ہیں، اسی طرح حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد لوگوں سے جدا ہوگئے اور آپ کو معلوم نہیں کہ لوگوں نے آپ کی عدم موجودگی میں کیا کیا؟ آپ اس سے بری اور بے تعلق ہیں۔“

(معارف القرآن، حضرت کاندھلوی، ص:۷۴۳، ج:۲)

جواب۳:...... پھر یہ کیا ضروری ہے کہ ایک لفظ جب دو شخصوں کے لئے بولا جائے تو دونوں جگہ معنی ایک ہی ہوں؟ قرائن اور مراتب کے اعتبار سے ایک ہی لفظ کے کئی معنی اور مطلب ہو سکتے ہیں، چنانچہ اسی آیت میں حضرت عیسیٰ نے اپنے لئے بھی لفظ نفس بولا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ”تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک“ تو کیا دونوں نفس ایک ہی طرح کے مراد لئے جائیں گے؟؟

کوئی عقل کا اندھا ہی اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ کے نفس کو ایک قرار دے گا، اسی طرح ”توفی“ کا اطلاق جب حضرت عیسیٰ پر کیا جائے گا تو دیگر احادیث ونصوص کی روشنی میں اس کے معنی رفع کے ہوں گے اور جب یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بولا جائے گا تو اس کے معنی وفات اور موت کے ہوں گے، اس میں تو کوئی استبعاد نہ ہونا چاہئے۔

دوسری دلیل کے طور پر پمفلٹ میں ہے:

”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افأن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم۔“

(آل عمران:۱۴۵)

ترجمہ: ”اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آپ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں پس اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔“

قادیانیوں نے اس آیت کا جو ترجمہ کیا ہے چودہ سو سال میں کسی بھی معتبر مفسر نے یہ ترجمہ نہیں کیا، یہ انتہائی فریب اور کھلی دھوکا بازی ہے کہ لفظ ”خلت“ کا معنی موت کرتے ہیں اور ترجمہ کرتے ہیں کہ: ”آپ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔“ اس آیت مبارکہ کا اکابر علمائے امت نے جو ترجمہ کیا ہے، ملاحظہ ہو:

”اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں آپ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

قادیانیوں نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ”یہ آیت غزوۂ احد کے موقع پر اس وقت نازل ہوئی، جب آپ شدید زخمی تھے اور آپ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے بھی جتنے رسول آئے تھے وہ فوت ہوگئے ہیں، اس لئے اگر آپ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔“

جواب (۱): اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ کسی مفسر یا مجدد نے آیت بالا سے موت عیسیٰ پر استدلال نہیں کیا، کوئی قادیانی اس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔

جواب (۲): قادیانی کہہ رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے ہیں، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کہہ رہا ہے کہ سارے فوت نہیں ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں آسمان پر موجود ہیں، میرے پیروکار جھوٹ بول رہے ہیں۔ اب فیصلہ قادیانی خود کر لیں کہ ان کا نبی مرزا غلام احمد قادیانی سچا ہے یا مرزائی خود سچے ہیں؟

جواب (۳): اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ استدلال مرزائیوں کی کور چشمی اور تلبیس کی کھلی دلیل ہے، اس لئے کہ ”قد خلت من قبلہ الرسل“ میں خلت کے معنی فوت ہونے کے نہیں بلکہ گزرنے اور جگہ خالی کرنے کے ہیں بمعنی ”مضت“ اور تمام مفسرین نے اس کے یہی معنی کئے ہیں، اس کے نظائر

بھی قرآن کریم کی دیگر آیات میں موجود ہیں۔ مثلاً "واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ"...اور جب وہ علیحدہ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غضب کے...۔(ترجمہ حضرت تھانویؒ) ہمت ہے تو یہاں بھی "خلوا" کے معنی موت کرو۔

(۲) "کذلک ارسلنک فی امة قد خلت من قبلها امم۔" (الرعد:۳۰)

ترجمہ: "اسی طرح ہم نے بھیجا آپ کو ایسی امت میں جس سے پہلے بہت امتیں گزر چکی ہیں۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اب قادیانی بتلائیں کہ یہاں پر وہ "خلت" کا معنی کیا کریں گے؟ اگر موت کریں گے تو معنی ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پہلے کی تمام امتیں مر چکی ہیں، حالانکہ ہم عیسائیوں اور یہودیوں کو آج بھی دیکھتے ہیں، لہٰذا یہ معنی غلط ثابت ہوا، لامحالہ "خلت" کا معنی مضت بمعنی گزرنا جگہ خالی کرنا ہی کرنا پڑے گا۔

جب مرزائیوں کے سامنے یہ جواب پیش ہوگا تو کہیں گے کہ یہ گزرنا موت اور قتل کے ساتھ ہوا ہے کیونکہ قرآن مجید میں انہی دو صورتوں کا حصر ہے: "افائن مات او قتل" لہٰذا تیسری صورت "رفع الی السماء" اس میں داخل نہیں؟ لہٰذا اس کا اثبات نہیں کیا جاسکتا۔

جواب(۱): یہاں پر حصر نہیں بلکہ عموی صورتوں کا تذکرہ ہے، رفع کی صورت خاص ہے، اس کا ذکر نہیں، النادر کالمعدوم کے تحت، عجب بات ہے کہ قادیانیوں کو اتنی سادہ سی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔

جواب(۲): اچھا یہ بتاؤ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بقول مرزا غلام احمد قادیانی کیسے آسمان پر چلے گئے؟ جیسے مرزائی ان کے لئے رفع الی السماء ثابت کرتے ہیں اور مذکورہ آیتیں ان کے لئے مانع نہیں بنتیں، اسی طرح ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے قائل ہیں۔

اب آپ حضرات پر الحمدللہ! یہ حقیقت کھل چکی ہوگی کہ قادیانی کس طرح قرآن وحدیث کے ترجمہ وتفسیر میں ردو بدل کرکے عام اور ناواقف مسلمانوں کے سامنے شکوک وشبہات پیدا کرکے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔(جاری ہے)

سہ روزہ ختم نبوت تربیتی کورس، حلقہ شیر شاہ

کراچی (محمد حامد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ شیر شاہ کے زیر اہتمام سہ روزہ ختم نبوت تربیتی کورس جامع مسجد شافعی میں منعقد کیا گیا۔ یہ کورس ۱۴ ربیع الاول بروز جمعہ سے شروع ہوکر ۱۶ ربیع الاول بروز اتوار بمطابق ۱۸ تا ۲۰ فروری ۲۰۱۱ء تک جاری رہا۔

۱۴ ربیع الاول بروز جمعہ بعد نماز عشاء افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے کہا کہ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا، اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، اگر کسی نئے نبی نے آنا ہوتا تو حضرت صدیق اکبرؓ نبوت کے سب سے زیادہ مستحق تھے، کیونکہ وہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں، اگر نبوت جاری ہوتی تو حضرت عمرؓ اس کے زیادہ مستحق تھے، کیونکہ ان کے بارے میں آپؐ نے فرمایا: "لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب" اگر یہ نبی نہیں ہوسکتے تو پھر چودہ صدیاں بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ اپنی شریعت کی تبلیغ نہیں کریں گے بلکہ آپ کی نبوت و رسالت کی تبلیغ کریں گے اسی دین وشریعت کی طرف لوگوں کو متوجہ کریں گے اور آپؐ کے امتی کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائیں گے۔

۱۹ فروری بروز ہفتہ کو اس کورس کی دوسری نشست منعقد ہوئی جس میں جامع مسجد شافعی شیر شاہ کے امام وخطیب مولانا مفتی عبدالرحمن مدظلہ نے حجیت حدیث کے موضوع پر بیان فرمایا۔ کورس کے درمیان اس موضوع کو رکھنے کا مقصد عوام الناس کو فتنہ انکار حدیث سے آگاہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں حدیث کی اہمیت بٹھانا تھا، مولانا محترم نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی جس سے لوگوں کو الحمدللہ بہت نفع ہوا۔

۲۰ فروری بروز اتوار بعد نماز عشاء تیسری نشست منعقد ہوئی جس میں پہلا بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا مجاہد مختار کا ہوا جنہوں نے آیات خاتم النبیین کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت کو واضح فرمایا۔ اس کورس کا آخری درس مرکزی مبلغ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد نے دیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے دجل وفریب کے ذریعے اسلام کی حسین وجمیل عمارت میں نقب زنی کرنا چاہتے ہیں اور قادیانیت وہ فتنہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتا ہے، اللہ رب العزت اپنے گستاخ کو اور شریعت مطہرہ کے دیگر شعائر کی توہین کرنے والے کو توبہ کی توفیق دیتے ہیں لیکن اللہ رب العزت اپنے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اتنے غیور ہیں کہ آپؐ کے گستاخ کو عموماً توبہ کی توفیق عنایت نہیں فرماتے اور قادیانی ٹولہ روئے زمین پر آپؐ کے گستاخوں کا سب سے خطرناک ٹولہ ہے، جس کے خلاف کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

آخر میں تقریباً ۱۷ افراد نے تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے کا عزم مصمم کیا۔ اللہ رب العزت ان حضرات کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی محنت کے لئے قبول فرمائے۔ استاد محترم حضرت مفتی عبدالرحمن، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد یونس، بھائی محمد عرفان، محمد عدنان اور دیگر ساتھیوں کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔

بیاد خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بیاد ولی کامل عالم باعمل حضرت مولانا استاد حافظ احمد دین صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا

دو روزہ روحانی و اصلاحی عظیم الشان اجتماع

مورخہ 09 10 اپریل 2011 بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے

بمقام خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال

زیر سرپرستی خواجہ خواجگانؒ کے فرزند اور ان کے تربیت یافتہ، ولی کامل رہبر طریقت

حضرت مولانا **خواجہ رشید احمد صاحب** مدظلہ العالی

سجادہ نشین

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ

مرکز سراجیہ گلبرگ۔ لاہور دادڑہ بالا شریف۔ ساہیوال

اس اجتماع میں حضرت خواجہؒ کے صاحبزادگان، خلفاء حضرات، ملک کے جید علماء کرام، مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام متوسلین سلسلہ پاک سے درخواست ہے کہ بھرپور طریقے سے شرکت کریں

الداعی الی الخیر خدام خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ دادڑہ بالا ضلع ساہیوال